ورثہ

سعید وارثی

MUHAMMAD RIZWAN
muhammadrizwan25d@gmail.com (Hyderabad Sindh Pakistan

صاحبِ کتاب آئینۂ حیات میں

نام : محمد سعید خان وارثی ادب میں : سعید وارثی

تعلیم : ایم اے (اُردو) ایم اے پولیٹیکل سائنس، ایل ایل بی، ڈی ایل ایس

ذریعۂ معاش: ذاتی کاروبار عمر: ۳۹ سال

مطبوعہ کتب: آوازیں (نثر) خواب خواب چہرہ (غزلیں) ناگفتہ (نظمیں) ورثہ (نعتیہ شاعری)

زیرِ ترتیب: می رقصم (حج کا سفرنامہ) کشتِ جاں (غزلوں کا دوسرا مجموعہ) علیؑ وارثؒ (منقبتوں کا مجموعہ) یہ سچ ہے۔ (مضامین کا مجموعہ)

علمی مصروفیات: شعر و ادب "نثر نگاری" "پاکستان میں منشیات کا استعمال" کے موضوع پر کراچی یونیورسٹی سے پی۔ ایچ ڈی کر رہے ہیں۔

سماجی مصروفیات: قومی و بانی صدر مجلس سماجی کارکنان پاکستان، نیشنل فیڈریشن آف این جی اوز فار ڈرگ ابیوز پری وِنشن پاکستان، نائب صدر انٹرنیشنل این جی اوز فیڈریشن، ایشیائی ایگزیکٹو برائے ایشیا پر انئد (امریکہ) انسدادِ منشیات فاؤنڈیشن (سویڈن کے رکن) وغیرہ وغیرہ ....

[illegible] جناب [illegible] صاحب
[illegible]
[illegible] صاحب [illegible]
[illegible]
محمد سلیم [illegible]
8/2/14

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلي على

رسوله الكريم

ورثہ

مصنّف

سعید وارثی

اپنے والد اطہر و اکرم

حضرت سیّدنا شاہ ستار وارثی علیہ الرحمۃ

کے فیض تربیت اور حسن نظر کے طفیل

میں اپنی یہ منتشر اور عاجز فکری کاوش

شہنشاہ ولایت وارثِ ارث پنجتن ؑ

حضرت حاجی و حافظ سیّد وارث علی شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز

کے مقدس و معتبر وسیلے سے

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیّدنا علی ابن ابی طالب علیہ السلام

اور دیگر محترم و مقدس

اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی

اس والہانہ عقیدت اور محبت کی نذر کرتا ہوں جو اُن نفوس قدسیاں کو

حضور پرنور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی ذات بابرکات سے تھی

سگِ کوئے طیبہ

سعید وارثی

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	"ورثہ"
مصنف	سعید وارثی
بار	اوّل
تاریخ اشاعت	۱۵ر جنوری ۱۹۸۷ء
کاتب	صدیق بھٹی تجمل شاہ
طابع	اکانومی پریس۔ راولپنڈی
تعداد	۲ ہزار
مرتب	رئیس احمد خان وارثی
شائع کردہ	بزم وارث ۱۹۰/ا شاہ فیصل کالونی کراچی۔ ۲۵۔ پاکستان فون ۴۸۱۷۰۷
قیمت کتاب	۳۵ روپیہ

ملنے کا پتہ

* مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ مولوی مسافر خانہ کراچی
* ورائیٹی بک اسٹال بنک روڈ راولپنڈی
* مسٹر بکس سپر مارکیٹ۔ اسلام آباد

اعتراف!

زِ جامِ حُبِّ تو مستم بہ زنجیرِ تو دل بستم
نمی گویم کہ من ہستم سخن داں یا رسول اللہ

فہرست

	صفحہ
آراء	۱۳
اللہ اکبر	۲۰
آغاز	۲۱
ورثہ	۲۴
مدحتِ شاہ دوعالمؐ کا سلیقہ دے دے	۲۶
دکھائیں داغ بھلا کیا دل و جگر کے تجھےؐ	۲۷
آ گئے مصطفےٰؐ مرحبا مرحبا چھا گئی ہر طرف رحمتوں کی گھٹا	۲۸
نظر ہے سوئے حرم، دل میں آرزوئے رسولؐ	۳۰
قرآن کریم	۳۱
سبز گنبد کے جلوے ہوں پیشِ نظر اس طرح دردِ دل کی دوا چاہیئے	۳۳
پوچھو نہ کیفیت دلِ آسودہ حال سے	۳۳
کیسے ممکن ہے کہ نعتِ شہؐ والا لکھوں	۳۴
من جملۂ الطاف و عطا مانگ رہا ہوں	۳۵

کل جواں رات تھی اور حسیں چاندنی ہم نے ایسے میں دل کو جلایا بہت ۳۶

مسیحائی ۳۷

عصمتِ غنچہ و گل ٹھہرے نشانی اسؐ کی ۳۹

معجزہ یہ بھی سرِ گلشن و صحرا دیکھوں ۴۱

حیراں ہوں اے خیال دوست کون ہوں میں بتا مجھے ۴۲

دشتِ طلب ۴۴

سرکارِ دو عالمؐ کے حضور ۴۵

سلام تجھؐ پر ۴۷

سرورِ کونینؐ کے حضور ۴۹

یہ وہم اہلِ خرد ہے ورنہ محبتوں میں کہاں دُوئی ہے ۵۱

محبت ۵۲

اسیرِ بے خبری ہیں تریؐ خبر کے لیے ۵۷

درِ سرکارؐ پر ۵۸

میں نعت لکھوں تو کیسے لکھوں ۶۰

جو نامِ اقدس حضورؐ کا ہے وہی دوا ہے وہی دُعا ہے۔ ۶۶

درِ حضورؐ پہ حاضری کا ایک تاثر ۶۷

لا یحزن ان اللہ معنا ۷۲

تیراؐ خیال ہر نفس، تیراؐ جمال ہر نظر ۷۴

یہ احتیاطِ محبت یہ چشمِ تر کہنا ۷۵

جو عطا کیا تھا صہیبؓ کو مرے عشق کو وہ کمال دے ۷۷

جب بھی اس نورؐ مجسم کا سراپا لکھتا ۷۸
یہ کون ہے ۷۹
صبحِ بہاراں ۸۱
خوشا نصیب کہ لب پر تراؐ ترانہ ہے ۸۳
یہ بھی احسان ہو محسنِ جملہ احساں صاحبؐ ۸۴
تمہیںؐ ہو مدعائے چشم میراں یا رسول اللہ ۸۶
ضمانتِ سحر خوش نوا حضورؐ کا ذکر ۸۷
تم جاں کا سہارا صاحبؐ جی، تم دل کی تمنا صاحبؐ جی ۸۹
سیدیؐ، سیدیؐ ۹۰
صبحِ نو بہار ۹۲
اے شاہِ مدینہؐ ۹۴
وہؐ ۹۷
سلام آپؐ پر ۹۹
نبیؐ کا عشق مقام عجیب ہے پیارے ۱۰۰
خیر الوریٰؐ - خیر البشرؐ ۱۰۱
حسرتِ دید میں بن جائیں نہ پتھر آنکھیں ۱۰۳
نادم کو اگر ہے نہ زر و مال پہ ہم بھی بے بس نہیں بے سہارا نہیں ۱۰۴
اے گلرخ و گل پیرہن ۱۰۵
طوافِ گنبدِ خضریٰ کا پھر ارادہ ہے ۱۰۷
سراپا جلوۂ یزداں تمہاراؐ جلوہ ہے ۱۰۸

سلام ۱۰۹

چاند چھپ جائے گا رات ڈھل جائے گی ۱۱۰

توؐ ۱۱۱

وہ ایک نامؐ کہ تسکینِ جان و تن ٹھہرا ۱۱۲

میرا سائیں جلّ شانہٗ ۱۱۴

آراء

ڈاکٹر وحید قریشی

اُردو شاعری میں نعت گوئی کی روایت نئی نہیں ۔شعرائے قدیم سے جدید شاعری تک ہر بڑے اور اُبھرتے شاعر نے ہدیۂ عقیدت پیش کیا ہے ۔ جہاں شاعری نے فکری اور ٹکنیک کے اعتبار سے نئے موڑ کاٹے ہیں وہیں نعت گوئی نے بھی جدید اسالیب اختیار کر کے نعت گوئی کو جہانِ تازہ سے روشناس کرایا ہے۔ سعید وارثی کی نعتیہ شاعری دو پہلوؤں سے الگ شناخت کراتی ہے کہ اس میں نئے شعری میلانات کے ساتھ ساتھ عقیدت کی انتہا بھی موجود ہے اور اس لحاظ سے بھی وہ ایک خوش قسمت نعت گو ہے کہ وہ ایک ایسے ممتاز نعت گو شاعر عبدالستار وارثی کا فرزند ہے جنہیں نعت گوئی میں اساتذہ کا مقام حاصل ہے ۔ اس لحاظ سے سعید وارثی کو نعت گوئی وراثت میں ملی ہے ۔ اس مجموعے میں تازہ شعر گوئی کا احساس بھی نمایاں ہے ۔ جو نئی شاعری کا طرۂ امتیاز ہے ۔ اس مجموعے کی اشاعت پر سعید وارثی مبارکباد کا مستحق ہے ۔

احمد ندیم قاسمی

سعید وارثی نعت گوئی میں بھی اپنی انفرادیت یوں برقرار رکھنے میں کامیاب ہیں کہ انہوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ مقدس میں اپنی عقیدت اور محبت وخلوص کے اظہار میں شعری کمالات اور خوبصورت تجربات سے کام لیا ہے انہوں نے غزل کے فریم یعنی "تنگنائے غزل" (جس میں عام طور سے نعتیں لکھی جاتی ہیں) سے نکال کر فنی وسعت سے ہمکنار کیا ہے جو ہر صورت ایک نہایت کامیاب اور بیناخوبصورت تجربہ ہے۔

ڈاکٹر جمیل جالبی (وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی)

"ورثہ" سعید وارثی صاحب کی خوبصورت اور دہکتی ہوئی نعتوں کا مجموعہ ہے، جس سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات سے شاعر کی والہانہ عقیدت اور محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

میں اس مجموعے کا دل وجان سے خیر مقدم کرتا ہوں۔

ڈاکٹر اعجاز راہی

سعید وارثی ۶۰ء کے بعد آنے والی اس جواں فکر نسل سے تعلق رکھتا ہے جس میں اُردو شاعری نے پُرانے سانچوں کو توڑ کر فکر اور فن کے نئے راستے تلاش کیے۔ ان کی شاعری فکری وفنی ہر دو لحاظ سے جدید حیثیت کی حامل ہے اور اس کی گہری COMMITMANT کی غماز ——— نعت گوئی اسے ورثے میں ملی ہے۔ رسالت مآبؐ سے عقیدت اس تک، اس کے بزرگوں سے پہنچی

ہے ۔ یہی سبب ہے کہ وہ صرف نعت میں شاعری ہی نہیں کرتا ، احترام و تقدس کی ایک ایسی فضا بھی قائم کرتا ہے جو بہت کم شعراء کے ہاں نظر آتی ہے ۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ سعید وارثی جدید نعت گوئی میں اپنے لیے ایک نیا راستہ تلاش کر رہا ہے ۔ اس کا ثبوت زیرِ نظر نعتیہ مجموعہ ہے ۔ میری دعا ہے کہ اس کی یہ کوشش دربارِ رسالت ﷺ میں جگہ پائے ۔

ڈاکٹر گوہر نوشاہی

سعید وارثی کی نعت گوئی اسے ورثے میں ملی ہے ۔ ان کی نعت محض شاعرانہ تکرارِ لفظی نہیں ہے ، بلکہ اس میں حسن بھی ہے اور رسالت مآب ﷺ کی محبت اور عقیدت بھی ، جو ان کے ہر مصرعے سے ظاہر ہے اور یہی بات ان کی نعت گوئی کو دوسروں سے الگ شناخت کراتی ہے ۔

ڈاکٹر تصدق راجا

سعید وارثی کا تعلق نوجوان نسل کے ان شعراء میں ہوتا ہے جو تازہ فکری ریلے کے ساتھ ۶۰ء کی دہائی میں وارد ہوئی تھی اور جس نے نہ صرف فکری اعتبار سے جہانِ نو آباد کیا بلکہ فنی اور تکنیکی لحاظ سے بھی اجتہاد کر کے اسے وسعت ، پھیلاؤ ، اعجاز و ایجاد عطا کیا ۔

سعید وارثی غزل گوئی میں اپنے لیے جگہ پیدا کر چکے ہیں ۔ اب نعت کے میدان میں بھی انہوں نے اپنی انفرادیت بحال رکھی ہے ۔ گو نعت گوئی انہیں ورثے

ہیں ملی اور آیۂ رحمت کے ممتاز نعت گو شاعر جناب ستار وارثی ان کے والدِ گرامی ہیں مگر سعید وارثی کی نعت اس لحاظ سے ممیّز ہے کہ انہوں نے شعری ضرورتوں پر عقیدے اور احترام کو قربان نہیں ہونے دیا۔

یونس نشاط

سعید وارثی وہ خوش نصیب شاعر ہیں جنہیں خدا نے مدحِ رسولؐ کی سرمدی دولت عطا فرمائی ہے۔

انہوں نے نعت گوئی کے مروجہ اصولوں کو نئی فکر اور تازہ جہت آشنائی بخشنے کے ساتھ ساتھ اپنے اظہارِ عقیدت کے لئے نظم کا میدان بھی استعمال کیا ہے اور حیرتناک حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ سعید وارثی نے غزل میں اپنی انفرادیت اور لہجہ کی شناخت منوانے کے ساتھ ہی نعت گوئی میں بھی خود کو سب سے الگ تھلگ کر کے منفرد بنا لیا۔ اس درجہ معتبر عشق اور اس حد تک اعتمادِ کرم کسی کسی کو میسر ہوتا ہے جو وارثی کے ہاں پایا جاتا ہے۔

ظفر خان نیازی

مجھے سعید وارثی کی شاعری پسند ہے۔

احمد داؤد

سعید وارثی نے شاعری میں اپنے آپ کو منوانے کا تہیہ کر رکھا

ہے اور "خواب خواب چہرے" والا سعید وارثی اس کی استعداد بھی رکھتا ہے۔

قمر جاوید

سعید وارثی ایک پُر گو اور لطیف جذبوں کے شاعر ہیں۔ نعت میں بھی انہوں نے شعری حسن اور ندرتِ خیال کو برقرار رکھا ہے۔ اسی لئے ان کا شاعرانہ اور فکری وفنی زاویۂ نظر انہیں الگ شناخت کرانے میں آگے بڑھ رہا ہے۔

آغا سجاد

سعید وارثی کی نعت گوئی عقیدت اور شاعرانہ حُسن کا خوبصورت سنجوگ ہے۔

شکیل منگلوری

سعید وارثی نوجوان نسل کے شعراء میں اپنی انفرادیت رکھتا ہے۔ "خواب خواب چہرے" سے "ورثہ" تک کا اس کا سفر اس کے ذہنی ارتقاء پر دال ہے۔ "خواب خواب چہرے" میں انہوں نے شاعری کے حوالے سے اپنی شناخت کا جو سفر شروع کیا تھا، وہ "ورثہ" میں مکمل ہوتا نظر آتا ہے۔ سعید وارثی نے غزل کی طرح نعت گوئی میں بھی اپنی انفرادیت قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔

ڈاکٹر لطف الرحمٰن

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگہ قدس میں ازل سے ہزارہا خوش نصیب اپنے اپنے بے پناہ عقائد کے معطر اور عطر بیز گلدستے، اپنے عصری اور لمحاتی اسلوب اور اپنی انفرادی فکری کاوشوں کے قالب میں ڈھال کر پیش کرتے رہے ہیں لیکن یہ ذکر اور اس ذکر کی لذّت اور اس لذت کی ہمہ گیریت میں نہ موضوعاتی کشش کم ہوئی ہے اور نہ ممدوحؐ کے مدح خوانوں کی تعداد میں کسی دور میں کمی آئی ہے بلکہ اس میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے بقول سعید وارثی

ذکر ہر لب پہ ازل سے ہے اسی کا جاری
بات ہوتی ہی نہیں پھر بھی پرانی اُسؐ کی

یہ اللہ تعالےٰ کی محبوبیت کی اعجاز ہے کہ اس کے محبوبؐ سے مخلوق کی محبت کی انتہا کا کوئی تعین نہیں۔ دُنیا کی ہر زبان، میں ہر جہت اور اسلوب سے عاشقانِ رسولِؐ خدا نے نعتیہ ادب لکھا ہے اور لطف یہ کہ ۱۹۸۰ء کی دہائی پاکستان میں اس اعتبار سے مبارک اور مسعود کہی جاسکتی ہے اس عشرے کے دوران بے شمار خوبصورت اور مجلّی نعتیہ مجموعے منظرِ عام پر آئے اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔

زیرِ نظر کتاب "ورثہ" سعید وارثی کا پہلا نعتیہ مجموعہ ہے جسے موصوف تاخیر سے شائع کر رہے ہیں میری اطلاعات کے مطابق اس کتاب کا مسوّدہ تقریباً تین سال پہلے کتابت کے مرحلے سے گذر چکا تھا لیکن سعید وارثی کی لااُبالی طبیعت اور پھر ہمہ گیر مصروفیات بھی سببِ تاخیر بنتی گئیں لیکن اس سال طباعت کا کام برادرم ڈاکٹر اعجاز راہی نے اپنے ذمے لیا اور یوں یہ خوبصورت نعتیہ ادب

آپ تک پہنچ سکا ہے جس کے لئے میری رائے میں ڈاکٹر اعجاز راہی کے ساتھ ملک کے ممتاز شاعر حضرت مقبول نقش بھی قابل تعریف ہیں جنہوں نے مسودے کی نوک پلک درست کرنے اور قدم قدم پر اس کی اشاعت اپنی ذاتی نگرانی میں مکمل کرائی اللہ تعالےٰ دونوں احباب کو کامرانیاں نصیب کرے۔

سعید وارثی کو قدرت نے نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات با برکات سے بے پناہ عشق اور والہانہ محبت کی دولت سے نوازا ہے جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ نعت گوئی ان کی وراثت ہے۔ ان کے والد گرامی مکرمی جناب شاہ ستار وارثی رحمۃ اللہ علیہ ملک کے نامور اور جلیل القدر صاحب حال نعت گو بزرگ تھے ان کا نعتیہ مجموعہ آیۂ رحمت کملی والے آقا کے عاشقوں کے لئے لازوال نعمت ہے۔ حال ہی میں مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی نے جناب ستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا نعتیہ مجموعہ "معطر معطر" بہ کمال اہتمام شائع کیا ہے۔

اللہ اکبر

ہے وجہ ناز تجھے، عفو و درگزر لیکن
مجھے عزیز، مری جرأت کلام بھی ہے
نکال دے بے مجھے اپنی خدائی سے لیکن
تری خدائی سے باہر کوئی مقام بھی ہے!

آغاز

کہاں یہ میری زباں اور کہاں ثنائے حضورؐ
زہے نصیب ہے ممدوحِؓ کو یہی منظور
کہاں سے لفظ و معانی کی نُدرتیں لاؤں
نہ میری فکر میں وسعت نہ میرے ذہن میں نُور
کہاں یہ میری جسارت کہ نعتِ پاک لکھوں
کہاں ہے مجھ کو مُیسّر یہ آگہی یہ شعُور
علوئے حضرتِ صدیقؓ کیا بیان کروں
نظر خموش، زباں گنگ اور قلم معذُور
وہ رازدارِ نبوّتؐ وہ "ثانیٔ اثنین"
وہ جس کے ذکرِ مقدس سے روشنی کا ظہور
عمرؓ کی سطوت و عظمت سمجھ سکوں کیسے
وہ جس کی ذاتِ گرامی مُرادِ قلبِ حضورؐ
وہ جس کے ذکر میں لذت وہ جس کی یاد میں کیف
وہ جس نے کفر و ضلالت کو کر دیا کافُور
حیائے حضرتِ عثمانؓ کا گواہ ہے رَب
جو بارگاہِ نبوّتؐ میں ہر نفس مسرُور

نبیؐ کے قرب نے بخشا خطاب ذوالنورینؓ
وہ کیوں نہ نشۂ اعزاز سے رہے مخمور

نبیؐ کا محرم و ہم راز و ہم نشیں ہے علیؓ
ولائے خواجۂ کونین پر ہے جو معمور

مقام صبر پر فائز وہ بابِ علم نبیؐ
رضائے یار، ازل سے علیؑ کا ہے منشور

ہیں ختم اس پر خلافت کے سلسلےؓ واللہ
وہ جس نے توڑ دیئے ہیں امارتوں کے غرور

یقین حمزہؓ و عباسؓ و جعفرِؓ طیّار
نہیں ہے دیدۂ بینا سے کوئی رُخ مستور

ابوہریرہؓ و ابن معاذؓ و سہلؓ و سُہیلؓ
یہ قسمتِ ابوایّوب، میزبانِ حضورؐ

بلالؓ و طلحہؓ و زیدؓ و اسامہؓ و سلمانؓ
صہیبؓ و بوذرؓ و بن عوفؓ کی وفا مشہور

جو بخشے سنگ کو آئینہ تابیاں وہ نامؐ
جو ایک ذرہ کو رشک قمر کریں وہ حضورؐ

یہ انؐ کی بارگہۂ قدس کے حسیں شاہد
یہ اُن کی چشمِ عنایت سے ہر نفس مسرور

وہ خوش نصیب جنہیں قربتِ حضورؐ ملی
نثار اُن کے مقدر پہ دوجہاں کا ظہور

درِ حضور کے ذرّوں پہ کہکشاں قرباں
رہِ حضورؐ کے کانٹوں کی ہر چبھن میں سرور
عروج و عظمتِ آلِؑ حضور کیا کہیئے
نزولِ آیۂ تطہیر کا، یہی مذکور
سعید حاصلِ ایماں ہے حُبِّ آلِؑ نبیؐ
مقام عشق نبیؐ ہے یہاں نہ قرب نہ دور

"ورثہ"

دولتِ دیدۂ بیدار مرا ورثہ ہے
وارثی مدحتِ سرکارؐ مرا ورثہ ہے
کیسے ممکن ہے جبیں غیر کے در پہ خم ہو
جرأتِ حیدرِ کرار مرا ورثہ ہے
سایۂ چادرِ زہراؓ ہے مری ماں کا نصیب
دشت میں سایۂ اشجار مرا ورثہ ہے
میری قسمت ہے حسنؓ ابن علیؓ کا مسلک
سازشِ حلقۂ اغیار مرا ورثہ ہے
میں بھی ہوں ایک پرستارِ شہیدِؓ کرب و بلا
رسمِ حق گوئی و ایثار مرا ورثہ ہے
تین پشتوں سے ہے وارثؒ کی عنایت مجھ پر
مطلعِ طالعِ بیدار مرا ورثہ ہے

گردشِ کون و مکاں کیا مجھے معلوم نہیں
التفاتِ نگۂ یار مرا ورثہ ہے
ہر کسی کو خلشِ دل بھی کہاں ملتی ہے
یہ بھی اے چشمِ گہربار مرا ورثہ ہے
میری دولت ہے دعائے دلِ بیتابِ سعید
التفاتِ شہِ غفار مرا ورثہ ہے

O

مدحتِ شاہِ دو عالمؐ کا سلیقہ دے دے
میرے مالک مجھے جبریلؑ کا لہجہ دے دے

خاکِ راہِ شہِؐ کونین عطا کر مجھ کو
اپنے الطاف و عنایت کا خزینہ دے دے

بوسۂ نقشِ کفِ پائے نبیؐ چاہتا ہوں
مجھ کو پستی سے اٹھا اور یہ رُتبہ دے دے

دونوں عالم میں سرافراز بنا دے مجھ کو
اُنؐ کی نعلین کی تقدیس کا صدقہ دے دے

سطوتِ جاہ و حشم ہیچ ہے نظروں میں مری
تو مرے دل کو محبت کا سلیقہ دے دے

اب تو لگتا نہیں جی اور کہیں بھی مولاؐ
مجھ کو اذنِ سفرِ منزلِ طیبہ دے دے

○

دکھائیں داغ بھلا کیا دل و جگر کے تجھے
سلامِ شوق پہنچ جائیں چشمِ تر کے تجھے

ازل سے چاند ہے روشن ترے قدم چھو کر
طلوع ہوتا ہے سورج سلام کر کے تجھے

کہیں تو یوسفِ کنعاں مرے نظر آ جا
تلاش کرتے ہیں سب زاویے نظر کے تجھے

ترا یقینِ کرم حوصلے بڑھاتا ہے
سنائے جاتا ہوں دکھ درد عمر بھر کے تجھے

ہوائیں تند سہی بادباں دریدہ سہی
چلا ہوں اپنا سفینہ سپرد کر کے تجھے

آ گئے مصطفےٰؐ مرحبا مرحبا چھا گئی ہر طرف رحمتوں کی گھٹا
اُنؐ کے نقشِ قدم کا جو بوسہ لیا چاند سُورج ستاروں نے پائی ضیا

دیپ جلنے لگے پھول کھلنے لگے آج مے خوار پی کر سنبھلنے لگے
بہکی بہکی ہوا مہکی مہکی فضا جھوم اٹھا مے کدہ آئے خیرالوریٰؐ

حامیٔ بے کساںؐ، شاہِ کون و مکاں، رحمتِ بے کراں، شافعِ عاصیاںؐ
باعثِ کُن فکاں، سرورِ دو جہاں، تیری چشمِ کرم کا ہمیں آسرا

آنکھ بھیگی ہوئی اور خاموش لب تجھؐ سے محبوبِؐ رب ہم کریں کیا طلب
ہے گذارش یہی روز و شب باادب ہو عطا دردِ دل کی ہمیں بھی دوا

دیکھ حالِ زبوں اور کیا میں کہوں دور کب تک رہوں غم کے صدمے سہوں
در پہ ہو حاضری جاگے قسمت مری بس یہی ہے طلب بس یہی ہے دُعا

مرہمِ زخمِ دل رونقِ بزمِ گل بے کسوں کے لئے راحتِ مستقل
یُوں ہی باقی رہے تا قیامت رہے تیراؐ لطف و کرم اور سایہ تراؐ

ہم ہیں خستہ جگر توؐ نہیں بے خبر پھر بھی خیر البشرؐ لطف کی اِک نظر
ہم فقیروں کی بھی بات رہ جائے گی اور بڑھ جائے گا عشق کا حوصلہ
غم نہیں ہے تعاقب میں گر رات ہے میرے ہاتھوں میں آقاؐ ترا ہاتھ ہے
توؐ سدا مشکلوں میں مرے ساتھ ہے کیا بگاڑے گا آخر زمانہ مرا
دو جہاں کی ہے شاہی گدائی تریؐ تو خدا کا ہے ساری خدائی تریؐ
لاج رکھ لے ذرا وارثی کی شہا شاہ وارثؒ کا مولاؐ تجھے واسطہ

○

نظر ہے سوئے حرم، دل میں آرزوئے رسولؐ
کہاں سے کیجیے آغازِ جستجوئے رسولؐ

جبیں پہ اپنی سجالوں تو آسماں جھک جائے
خدا کرے مجھے مل جائے خاکِ کوئے رسولؐ

بڑھی ہے درد کی لذت جلی ہے شمع سکوں
چھڑی ہے جب کہیں گلشن میں گفتگوئے رسولؐ

یہ فکر نعت کہاں لا کے مجھ کو چھوڑ گئی
فضا میں موسمِ طیبہ، ہوا میں بوئے رسولؐ

سعید وارثِ عالم نواز کے صدقے
جبینِ شوق کا رُخ ہے ازل سے سوئے رسولؐ

قرآنِ کریم

جو اُس زباں سے نِکلا
جو اُن لبوں نے
کہا
وہی ہے حاصلِ قرآں
وہی صحیفۂ کُل
وہی ہے میرے لئے
کائنات کا دستور
میں ان لبوں کو
نگاہوں سے
چُوم لیتا ہُوں
کہ حرف حرف
کلام مجید کا اب بھی
انھیں لبوں کی
مقدّس مٹھاس
رکھتا ہے
انھیں لبوں کے حوالے سے
قلب قاری میں
یقینِ محکم و ایماں اساس رکھتا ہے

سبز گنبد کے جلوے ہوں پیشِ نظر اس طرح دردِ دل کی دوا چاہیئے
حاصلِ بندگی ہے یہی اِک دُعا، ہم کو خاکِ درِ مصطفیٰؐ چاہیئے

آنسوؤں سے کریں گی نگاہیں وضو روضۂ پاک جب آئے گا رُو برو
ہے یہی گفتگو ہے یہی جستجو دل کو اس کے سوا اور کیا چاہیئے

جالیوں سے لپٹ کر دعائیں کریں بھیگی آنکھوں سے روضے کو دیکھا کریں
اُنؐ کی گلیوں کے ذرّوں کو چوما کریں ہم ہیں بیمار خاکِ شفا چاہیئے

رقص کرتے چلیں مست بن کر رہیں ہم مدینے سے مولاؐ نہ واپس پھریں
خاک بن کر ترے راستوں میں بچھیں یہ اجازت شہِ دوسراؐ چاہیئے

جب کبھی یاد اُن کی مجھے آئے گی اُن کی رحمت مجھے آ کے لے جائے گی
یہ سفر بے خودی کا سفر ہے یہاں کوئی ساتھی نہ قبلہ نما چاہیئے

کوئی پاگل کہے کوئی وحشی کہے اور وحشی تریؐ یاد میں گم رہے
تیرے نقشِ کفِ پا کو سجدہ کرے ہر قدم یہ کرم یہ عطا چاہیئے

عشق میں کیوں سلامت گریباں رہے جز ترے دل میں کیوں کوئی ارماں رہے
تیریؐ چشمِ کرم بس نگہباں رہے تیرے الطاف کی انتہا چاہیئے

یہ اسیرِ ستم یہ سعیدؔ آپؐ کا منتظر آپ کے لطف کا ہے تنہا
ہو حضورؐ اس طرف بھی نگاہِ عطا، جنبشِ چشمِ احساں ذرا چاہیئے

○

پوچھو نہ کیفیتِ دلِ آسودہ حال سے
تسکین پا رہا ہے نبی کے خیال سے

ذرّے تمھاری راہ کے مہر و مہ و نجوم
روشن ہے کائنات تمھارے جمال سے

عکسِ جمالِ آئینہ گر آئینے میں ہے
یہ آئینہ بنا ہے بڑی دیکھ بھال سے

دیدار اُس کے رُخ کا کہاں اور میں کہاں
شرمندہ ہو رہا ہوں خود اپنے سوال سے

لب پہ کبھی جو ذکرِ حضورؐ آ گیا سعیدؔ
نکلا ہوں چاندنی کے اندھیروں کے جال سے

کیسے ممکن ہے کہ نعت شہِ والا لکھوں
اس کے معنے ہیں کوئی تازہ صحیفہ لکھوں

تیراؐ سایہ تو نہیں پھر بھی شہِ کون و مکاںؐ
رونقِ ارض و سما کو تراؐ سایہ لکھوں

اس بہانے ہی رہے تیرےؐ کرم کی نسبت
خود کو بیمار لکھوں، تجھ کو مسیحا لکھوں

مُعتبر یوں بھی محبت کی کہانی ٹھہرے
ہر نفس تیریؐ عنایت کا فسانہ لکھوں

میرے مونس مرے غم خوار مدینے والےؐ
تجھ کو ہر رنج کا ہر غم کا مداوا لکھوں

یاد آئی ہے مدینے کی دمِ فکرِ سخن
کیوں نہ ان لمحوں کو ظلمت میں اُجالا لکھوں

اِک یہی حسن تصور مرے فن کا حاصل
خود کو میں محو کروں تیرا سراپا لکھوں

○

من جملۂ الطاف و عطا مانگ رہا ہوں
سرکارؐ کی خاکِ کفِ پا مانگ رہا ہوں

ہوں طالبِ دنیا کہ نظر میں ہے مدینہ
حیران فرشتے ہیں کہ کیا مانگ رہا ہوں

اس درجہ یقیں رکھتا ہوں میں ان کے کرم پر
خواہش ہے دوا کی نہ دعا مانگ رہا ہوں

مہکی ہوئی زلفوں کا جسے قرب ملا ہے
جھونکا وہی خوشبو کا صبا مانگ رہا ہوں

مطلوب ہے خوشنودئ سرکارِ مدینہؐ
ہے خوف سزا کا نہ جزا مانگ رہا ہوں

کل جواں رات تھی اور حسیں چاندنی ہم نے ایسے میں دل کو جلایا بہت
جب ستارے سجے داغ لَو دے اٹھے کوئے طیبہ ہمیں یاد آیا بہت

بے عمل رُوسیہ پر یہ چشمِ کرم، دل نوازی تری مہربانی تری
ہے عجب بخششوں کی کہانی تری، ہم نے مانگا تھا کم اور پایا بہت

کج روی کب مری آشکارا نہ تھی پھر بھی رسوائی میری گوارا نہ تھی
بے عمل تھا مگر اُن سے نسبت تو تھی، میرے آقاؐ نے اسکو نبھایا بہت

زندگی کا بھروسہ کہاں دوستو، اب نہ جانے حضوری میسّر ہو کب
کیوں چلے آئے آخر مدینے سے ہم اس تصور نے دل کو دکھایا بہت

تو مری اضطرابی پہ آقاؐ نہ جا، یہ تڑپ یہ خلش بھی ہے تیری عطا
یہ ندامت کے آنسو ہیں بے ساختہ حالِ دل ورنہ میں نے چھپایا بہت

یہ سعیدِ حزیں یہ بھکاری ترا، رسم و راہِ بلالیؓ پہ چلتا رہا
استقامت میں لغزش نہ آئی کبھی اہلِ دنیا نے یوں آزمایا بہت

"سچّائی"

گاتے دریا، اُڑتے بادل
بلبل قمری
اور پپیہے
گلشن گلشن
جنگل جنگل
شہرِ یقیں سے شہرِ گماں تک
ذرۂ خاک سے
کاہکشاں تک
غنچہ و گل کیا اور خوشبو کیا
یہ سورج یہ چاند ستارے
اور جگنو کیا
سب نے سچی بات کہی
سب نے یہ تسلیم کیا
صبح ازل سے
شام ابد تک

اُس کی ہی رعنائی ہے
نامِ نبیؐ کا صلّے علیٰ
یہ سب سے بڑی سچائی ہے۔

○

عصمتِ غنچہ و گل ٹھہرے نشانی اُس کی
ایک پاکیزہ صداقت ہے کہانی اُس کی

ذکر ہر اک کی زباں پر ہے ازل سے اُس کا
بات ہوتی ہی نہیں پھر بھی پرانی اُس کی

حسنِ یوسف بھی بجا، عشقِ زلیخا بھی بجا
خلقتِ شہر ہوئی پھر بھی دیوانی اُس کی

جیسے قرآن کی آیاتِ گرامی کا نزول
کتنی معصوم و مقدس ہے جوانی اُس کی

ہجر کے دشت میں خوشیوں کے اُجالے جاگے
کس قدر دوستو یادیں ہیں سہانی اُس کی

ہائے وہ لفظ و معانی کے اُبلتے چشمے
یعنی پیغامِ خدا اور زبانی اُس کی

نکہتِ گُل ہے کہ انداز تکلم اُس کا
کون بھولے گا بھلا غنچہ دہانی اُس کی

سینۂ کوہ سے احساس کے نغمے پھوٹیں
دھیمے لہجے میں نہاں شعلہ فشانی اُس کی

ایک خوشبو سی بکھر جاتی ہے ہر سمت سعیدؔ
بات کرتی ہے اگر رات کی رانی اُس کی

معجزہ یہ بھی سرِ گلشن و صحرا دیکھوں
ایک بے سائے کا ہر چیز پہ سایا دیکھوں

اب تو جی چاہتا ہے نیند بھی حائل نہ رہے
جاگتی آنکھ سے خوابِ رُخِ زیبا دیکھوں

ہے رگ و پے میں مری زہرِ رقابت کتنا
چاہتا ہوں کہ ترے حُسن کو تنہا دیکھوں

فاصلے عشق کو پابند نہیں کر سکتے
کوئی بھی پھول کھلے عکس تمھارا دیکھوں

بعد دیدار کے بینائی بھی لے لے مجھ سے
میں تجھے دیکھ کے کیا دوسرا چہرہ دیکھوں

اور بے چین کرے خوفِ رقابت مجھ کو
جب تری ذات سے میں پیار خدا کا دیکھوں

سایۂ گنبدِ خضریٰ میں لکھوں نعت سعیدؔ
اپنے وارثؒ کی عنایت کا کرشمہ دیکھوں

حیراں ہوں اے خیالِ دوست، کون ہوں میں بتا مجھے
حد ہے کہ اپنا نام بھی یاد نہیں رہا مجھے
بس اے ملالِ عجزِ فن اور نہ خوں رُلا مجھے
کرنی ہے حرف حرف آج مدحتِ مُصطفیٰؐ مجھے
نعتِ حضورؐ اور کہاں میرا خیال اور بیاں
دیتی ہے طعنے کس قدر فکرِ شکستہ پا مجھے
میری جبینِ شوق میں سجدوں کا اِک ہجوم ہے
کاش کہیں ملیں ترے، عکسِ نقوشِ پا مجھے
تیریؐ طلب کا مرحلہ شوق مرا بڑھا گیا
آئی ہے جب بھی فصلِ گل دھوکہ تیراؐ ہُوا مجھے
عُمر کا اعتبار کیا یوں ہو کرم کی انتہا
صدمۂ ہجر دے نہ پھر در پہ اگر بُلا مجھے
یہ تو بجا وہ شہرِ گل رشکِ بہشت ہے مگر

مژدۂ اذنِ حاضری موجِ صبا سُنا مجھے

کہتے ہیں مجھ کو دیدہ ور، خاکِ درِ رسولؐ ہُوں
مَیں ہوں سعید بالیقیں، رتبۂ سوا ملا ہے مجھے

دشتِ طلب

جب کبھی دشت طلب، شہرِ اسیرانِ وفا
ابر کرم کو ترسا
اے سمندر کے سکوں تو بھی گواہی دے گا
کہ سرابوں کو نہ تھا
تشنہ لبی کا شکوہ
اس طرح انؐ کی عنایات کا
بادل برسا

سرکارِ دو عالمؐ کے حضور

تری عطا کے تصدق ترے کرم پہ نثار
نصیب مجھ کو ہوا ہے خزاں میں لطفِ بہار

بہت عروج پہ تھیں گردشیں زمانے کی
مگر یہ تیریؐ عنایت کہ ہو گئیں بے کار

وہ خوش نصیب تجھےؐ زندگی جو سونپ چکے
بلا سے اُن کی چمن میں خزاں رہے کہ بہار

بہت فریب دیئے ہیں مجھے زمانے نے
ستم گزیدہ ہوں لیکن بہ اعتبارِ یار

ڈبونا چاہا سفینہ مرا تلاطم نے
مگر کہاں تراؐ لطف و کرم کہاں منجدھار

خلوص و جذبِ محبت کے آبگینے ہیں
چھلک رہے ہیں کئی اشک غم مرے سرکارؐ

یہ اہلِ دولت و ثروت یہ صاحبانِ حشم
نگوں نہ کر سکے خودداریوں کا میری علم

جبیں جو تیرےؐ نقوشِ قدم پہ جھکتی ہے
وہ بارگاہِ تکبر میں ہو سکے گی نہ خم

یہ اور بات کہ دُنیا نے غم دیئے مُجھ کو
یہ واقعہ ہے کہ مجھ کو عزیز تیراؐ غم

وہ جن پہ مجھ کو بھروسہ تھا دوستوں کی طرح
ستم تو یہ ہے کہ نکلے وہی سراپا ستم

حجابِ زُہد ہیں مکر و ریا کے پُتلے ہیں
یہ صاحبانِ تکلف یہ صاحبانِ حرم

نہ ہوتا تیری محبت کا آسرا مولاؐ
تو رکھتا کون جہاں میں مری انا کا بھرم

بہ نامِ جذبِ محبت بہ نامِ سوزِ دروں
عطا ہو مجھ کو بھی اک بے خودئ گونا گوں

کچھ اس ادا سے مجھے بے نیازِ جلوہ کر
سوائے تیری تجلّی نہ اور کچھ دیکھوں

نظر کو کیفِ مسلسل سے آشنا کر دے
ہر ایک شے میں جھلک تیرے نور کی پاؤں

خِرد پہ رازِ جنوں فاش کر مرے مولاؐ
کہ امتیازِ من و تو ہو غرقِ بحرِ سکوں

حضورؐ دہر میں آسودگی نہیں ملتی
یہ بات سچ ہے مگر تجھ سے کیسے عرض کروں

ترا سعید ہوں میں تجھ پہ ناز کرتا ہوں
گناہ کیا ہے اگر خود کو پارسا کہہ دوں

"سلام تجھ پر"

بصد عقیدت مدینے والے درود تجھ پر سلام تجھ پر
نگاہِ کونین کے اجالے، درود تجھ پر سلام تجھ پر

صبا یہ کہنا درِ نبیؐ پر تڑپ رہے ہیں غلام تیرے
انھیں بھی در پہ کبھی بلالے، درود تجھ پر سلام تجھ پر

ہر اک گھڑی حشر کی گھڑی ہے کہ دھوپ حالات کی کڑی ہے
ردا میں اپنی ہمیں چھپالے، درود تجھ پر سلام تجھ پر

بہ نامِ تخلیقِ شعر و نغمہ ترے کرم نے عطا کیے ہیں
مرے قلم کو ترے حوالے درود تجھ پر سلام تجھ پر

میں ناتواں اور یہ بارِ عصیاں میں خشک پتہ یہ تیز طوفاں
تری توجہ مجھے سنبھالے، درود تجھ پر سلام تجھ پر

زباں پہ مہریں لبوں پہ پہرے رہِ وفا میں صدا رہیں گے
مگر دلوں پر لگیں نہ تالے درود تجھ پر سلام تجھ پر

ہمارے سجدے قبول کر کے شعورِ انساں کو معتبر کر
خدا کے بندے خدائی والے دُرُود تجھ پر سلام تجھ پر

سعید خستہ و دل شکستہ ازل سے تیرا غلام ٹھہرا
ہجوم غم سے اسے بچالے دُرُود تجھ پر سلام تجھ پر

سرورِ کونین کے حضور

(تضمین بر کلامِ خسروؒ)

شانِ جہاں آرائے تُو قدرت نمائے داوری — شمعِ رُخِ بیضائے تُو حُسنِ کمالِ دلبری
ہر درد درماں ندائے تُو شایانِ رحمت گستری — اے چہرۂ زیبائے تُو رشکِ بتانِ آذری

ہر چند وصفت می کنم در حسن زاں بالاتری

اے مظہرِ شانِ خدا اے خاتمِ پیغمبریؐ — اے نیّرِ چرخِ صفا اے تاجدارِ برتری
اے شاہدِ کنزِ خفی حسن فروغِ دلبری — تو از پری چابکتری در برگِ گُل نازکتری

وز ہر چہ گویم بہتری حقّا عجائب دلبری

اے مہبطِ رُوح الامیں اے رُوحِ قرآنِ مُبیں — اے مونسِ جانِ حزیں اے رحمۃ العالمیںؐ
اے مشکبو اے عنبریں حُسنِ حقیقت آفریں — صورت گرِ نقّاش چیں زِ صورت اکبر ببیں

یا صورتِ کش ایں چنیں یا ترکِ کُن صورتگری

در لیلۃ الاسریٰ پس از پیغامِ ربِّ ذوالکرم — روح الامیں با صد ادب ایں گُفت اے شاہِ اُممؐ
حقا کہ با صد جان و دل پروانۂ رویت شدم — آفاقہا گردیدہ اَم مہرِ بتاں ورزیدہ اَم

بسیار خوباں دیدہ اَم لیکن تو چیزے دیگری

اے منبعِ جود و کرم اے معدنِ فیضِ اتم — اے پیکرِ نورِ قدم اے سرورِ والاہمم
اے شہریارِ محترم اے تاجدارِ محتشم — آفاقہا گردیدہ اُم مہرِ بتاں ورزیدہ اُم
بسیار خوباں دیدہ اُم لیکن تو چیزے دیگری

عالی نسب والا گہر صد غیرتِ شمس و قمر — از بہرِ چشمِ کور مادر زاد مازاغ البصر
ایں چہرۂ خال و خدت ایں کاکلِ پیچاں بسر — ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوب تر
شمسے نہ دانم یا قمر یا زہرۂ یا مشتری

وجہ بنائے این و آں حسنِ جہاں آرائے تو — باشد نہ بعد از کبریا در دو جہاں ہمتائے تو
تنویر بخشِ مہر و مہ شمعِ رُخِ بیضائے تو — عالم ہمہ نغمائے تو خلقِ خدا شیدائے تو
ایں نرگسِ شہلائے تو آوردہ رسمِ کافری

تا حدِّ اوجِ کبریائی می رسد چوں سیّدی — از چشمِ باطن دور شد فصلِ حجاباتِ دوئی
ناگاہ آمد ایں صدا اے محرمِ رازِ خودی — من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اے صدرِ بزمِ اصطفیٰ اے مقتدائے انبیاء — بنگر بحالِ زارِ ما بہرِ شہیدِ کربلا
شاہا سعیدِ بے نوا گر در اسیرِ ابتلا — خسرو غریب است و گدا استادہ در شہرِ شما
باشد کہ از بہرِ خدا سوئے غریباں بنگری

○

یہ وہمِ اہلِ خرد ہے ورنہ محبتوں میں کہاں دُوئی ہے
جو نُورِ طیبہ میں جلوہ گر ہے جمالِ عرشِ عظیم بھی ہے
یہ چشمِ بینا کی ہے گواہی مقام جانے ترا خدا ہی
مگر تجھے آدمی کہوں میں تو یہ بھی معراجِ آدمی ہے
جو چاہیں اہلِ کمال لائیں، ہزار حسن و جمال لائیں
کہاں سے اُس کی مثال لائیں جہاں میں اُس سا کہاں کوئی ہے
دُکھی دلوں کا طبیب ہے وہ کہ غمزدوں کا حبیب ہے وہ
خدا سے اتنا قریب ہے وہ کہ صدرِ بزمِ قلندری ہے
صداقتوں کی کتاب بھی ہے، حقیقتوں کا نصاب بھی ہے
شفیعِ روزِ حساب بھی ہے، وہ آپ اپنا جواب بھی ہے

محبّت

وہ پھول ہے، کیسے مان لوں میں
کہ پھول کا رنگ ہے رمیدہ
غلط ہے اس کو بہار کہنا
بہار تو ہے خزاں گزیدہ

وہ کہکشاں ہے میں کیسے کہہ دوں
کہ کہکشاں تو رہینِ شب ہے
میں مطمئن چاند سے نہیں ہوں
کہ چاند کو بھی دوام کب ہے

ہے روز روشن بھی تیرہ قسمت
یہ رازِ وقتِ غروب جانا
میں کیسے سورج سمجھ لوں اُس کو
نصیب سورج کا ڈوب جانا

صبا سے اُس کو مثال دے دوں
تو یہ جسارت جواز چاہے
صبا تو کلیوں کو زندگی دے
چمن کے کانٹوں کو بھول جائے

وہ یوں نہیں نغمۂ حسین بھی
کہ نغمہ، نغمہ نواز تک ہے
وہ ساز ہوگا تو کیسے ہوگا
کہ ساز ترکیبِ ساز تک ہے

جو رونقِ بزم پُرکشش تھی
وہ صبح ہوتے دھواں ہے
یقیں ہے وہ شمع بھی نہیں ہے
کہ شمع اِک شب کی داستاں ہے

کہوں میں انساں بِلا تامل
مگر ہے انسان کا تو سایہ
دیارِ سدرہ کی منزلوں سے
نہ کوئی انساں گذر کے آیا

وہ سارے کردار بھی ہیں کم تر
ہے ذکر جن کا کہانیوں میں
کنول سے اُس کی مثال کیسی
کنول تو کِھلتا ہے پانیوں میں

کتاب کہہ کر سمجھنا چاہوں
تو عقل یہ بات بھی نہ مانے
حکایتوں سے دلیل لاؤں
تو سوچوں، قصّے ہیں سب پُرانے

اگر کہوں ہے وہ لوح و کرسی
تو بات پھر بھی نہیں ہے جچتی
میں جس سے اُس کو مثال دیتا
کوئی تو ایسی مثال بچتی

کبھی کبھی یوں بھی سوچتا ہوں
خدا نہیں پر خدائی اُس کی
کبھی کبھی یوں بھی سوچتا ہوں
یہ حد نہیں انتہائی اُس کی

نہ اُس کا ہمسر، نہ اُس کا سایہ
وہ نور والا، وہ تاج والا
ہے نبض دوراں پہ ہاتھ اُس کا
وہ کل کا مالک، وہ آج والا

اگر کہوں ہے وہ سبز پتّہ
تو دھیان میں خشک ڈال آئے
درخت کہنا فضول ہو گا
رُتوں کا مجھ کو خیال آئے

کہوں اُسے ، ہے وہ عرشِ قدسی
تو بات پھر بھی بجا نہیں ہے
زمین والوں کی دسترس میں
فرازِ عرشِ عُلیٰ نہیں ہے

کہاں یہ قطرہ مثالِ دریا
کہاں مری منزلِ طلب ہے
اُسے سمندر قرار دیتا
مگر سمندر تو پُر غضب ہے

اُسے میں بادل کا نام دیتا
مگر یہ بادل ہے کیسا بادل
تمام صحرا ترس رہا ہے
مگر کہیں اور برسا بادل

میں اُس کو ٹھہراؤں رازِ پنہاں
تو ذہن کی ہے یہ نارسائی
ہزار فکر و نظر نے چاہا
سمجھ میں پھر بھی نہ بات آئی

اگر کہوں میں وہ آدمی ہے
تو کم نگاہی کے زخم کھاؤں
فرشتے آدمؑ پہ معترض تھے
اُسے فرشتہ بھی کہہ نہ پاؤں

سا وہ کون ہے، اُس کی انتہا کیا
سا خدا ہی سمجھے، خدا ہی جانے
سا دلِ شکستہ مگر اُسی کو
سے دوا بھی سمجھے، دُعا ہی جانے

مراد جس کی ہے جو بھی اپنی
حضور ربِّ جلیل مانگے
سعیدؔ لیکن میں اُس کو چاہوں
جسے دُعائے خلیلؑ مانگے

اسیرِ بے خبری ہیں تریؐ خبر کے لئے
یہ وضع ہم نے بنا لی ہے عمر بھر کے لئے
سجی ہے محفلِ امکاں برائے خواجۂؐ کل
بنا ہے سارا جہاں سیدالبشر کے لئے
ہوں رہِ نورد مدینہ مرا مقام ہے اور
شجر کی چھاؤں تو ہے طائرِ شجر کے لئے
کنشت و دیر و حرم سے غرض نہیں مولاؐ
جبینِ شوق کے سجدے ہیں تیرے در کے لئے
نظر نظر میں جلے ہیں چراغِ عشقِ حضورؐ
یہ روشنی ہے بہت عمرِ مختصر کے لئے

درِ سرکارؐ پر

کہاں یہ ارضِ مقدس کہاں میں زار و زبوں
تریؐ عطا کے کرشمے ترے کرم کا فسوں

حضورؐ آپ پہ روشن ہے زندگی میری
گناہ گار ہوں جرم و خطا کا پیکر ہوں

حضورؐ دامنِ صد چاک میں کچھ اور نہیں
یہ چند اشکِ ندامت ہی پیش کرتا ہوں

اگر حضورؐ یہ ہدیہ قبول ہو جائے
تو کم ہے اپنے مقدر پہ جتنا ناز کروں

نہیں ہے میرے عمل کی سیاہیوں کا حساب
حضورؐ آپؐ کی رحمت مگر ہے گوناگوں

حضورؐ آپ کی چشمِ کرم کا ہوں محتاج
رہینِ منّتِ احسانِ غیر کیسے رہوں

حضورؐ آپ کی رحمت ہے ہر قدم ہمراہ
کہا یہ کس نے، مدینہ سے دور رہتا ہوں

نہ اضطراب نہ کرب و الم نہ بے چینی
درِ حضور کی لذّت ہے کتنی گوناگوں

ہر ایک بارِ ادب ہے کہ منع کرتا ہے
زباں پہ اسمِ مقدّس بھی کس طرح لاؤں

نگاہ بارِ ندامت سے اٹھ نہیں سکتی
جمالِ گنبدِ خضریٰ میں کس طرح دیکھوں

مجھے پتہ ہے مرے لب ہیں کس قدر ناپاک
سنہری جالی کے بوسہ کو میں ترستا ہوں

یہ ہاتھ کتنے کثیف و غلیظ ہیں میرے
میں سنگِ روضۂ اقدس چھوؤں تو کیسے چھوؤں

بقیدِ ہوش ہوں اب تک ملال ہے اس کا
میں چاہتا ہوں گریباں کو تار تار کروں

حضورؐ اپنی محبت کا حوصلہ دے دیں
کہ دردِ عشق سے آباد ہو دلِ محزوں

عطا ہو مجھ کو بھی اِک جُنبشِ نگاہِ کرم
اب اور اس کے سوا سوچتا ہوں کیا چاہوں

حضورؐ عشق کو میرے بھی معتبر کر دیں
بہ انتہائے محبت میں آپؐ کو چاہوں

کسی کے سامنے دستِ طلب دراز نہ ہو
کبھی جو مانگنا چاہوں تو آپؐ سے مانگوں

حضورؐ، وہمِ فراق و وصال مٹ جائے
یہ کشمکش نہ رہے میں رہُوں، رہُوں نہ رہُوں

"میں نعت لکھوں تو کیسے لکھوں"

(۱)

"میں نعت لکھوں تو کیسے لکھوں"
ہے عقل کا یہ تقاضہ اسؐ کو
حدِ شریعت میں لکھوں انساں
یہی ہے فہمِ بشر کا حاصل
وہؐ ایک انساں عظیم انساں
مگر یہ عشقِ تمام چاہے
میں اسؐ کو حسنِ تمام لکھوں
جنوں یہ کہتا ہے اس سے بڑھ کر
عیاں میں رازِ وصال کر دوں
خدا نہیں ہے مگر وہ بندہ
خدا کی ساری خدائی والا
وہ قاب قوسین کی کہانی

یہ رنگ مدحت بیان کر دوں
عیاں میں رازِ وصال کر دوں
میں نعت لکھّوں تو کیسے لکھّوں

(۲)

میں ایک ذرّہ حقیر ذرّہ
وہ آسمانوں کا رہنے والا
میں ایک قطرہ مثالِ شبنم
وہ آبشاروں کا سلسلہ ہے
وجود میرا کرن کی صُورت
وہ آفتابِ جہاں نما ہے
میں خشک کھیتی وہ ابرِ نیساں
میں تپتا صحرا، وہ بہتا دریا
میں کور دیدہ، وہ نور پیکر
میں شب رسیدہ، وہ صبح روشن
مَیں غم کا طوفاں وہ سرخوشی ہے
میں ہجر و حرماں وہ وصل ساماں
میں ایک بندہ وہ سب کا داتا
میں زرد پتہ وہ شاخِ تازہ
میں ایک راہی وہ عینِ منزل
مَیں صرف زحمت وہ صرف رحمت
میں شر کا عادی وہ خیر بانٹے
میں ابتدا سے ہی بے خبر ہوں

وہ انتہاؤں کی انتہا ہے
میں ایک نقطہ وہؐ دائرہ ہے
میں حرف بن کر بکھر گیا ہوں
وہؐ اِک کتابِ یقینِ محکم
میں ایک کنکر میں ایک پتھّر
وہؐ کانِ صدق و صفا کا ہیرا
میں اِک دریچہ وہؐ شہرِ گُل ہے
میں خار داماں وہؐ بزمِ گُل ہے
خطائیں میری عطائیں اُسؐ کی
میں فرشِ خاکی وہؐ عرش والا
تمام مدح و ثنا سے بالا
نہ اتنی ہمّت زبان کھولوں
نہ اتنی جُرأت قلم اُٹھاؤں
میں نعت لکھّوں تو کیسے لکھّوں

(۳)

سراپا عصیاں خطا کا پیکر
ہوس کا بندہ غلام دل کا
ملامتوں کی ردا میں لپٹا
کمینگی کے جہاں میں گم ہوں
دروغ گوئی ہے میرا شیوہ
شعورِ سود و زیاں نہیں ہے

خیالِ روزِ جزا سے عاجز
حدودِ شرعِ مبیں سے نکلا
بہ زعم خود میں خدا بنا ہوں
ہزاروں جھوٹے خدا بنائے
نہ مجھ میں غیرت نہ مجھ میں ہمّت
نہ مجھ میں ایماں کا شائبہ ہے
میں جھوٹ بولوں تو ڈھیٹ بن کر
قتیلِ نام و نمود و شہرت
صنم تراشوں صنم کو پوجوں
کھنکتے سکّے متاعِ جاں ہیں
فقیہہ بن کر حرم کو بیچوں
نہ فقر و فاقہ نہ کیف و مستی
نہ عزمِ خالدؓ نہ جذبِ بوذرؓ
اسیرِ تاجِ شہی ہوا ہوں
گدائے کوئے طرب بنا ہوں
حصارِ عصیاں کو کیسے توڑوں

میں نعت لکھوں تو کیسے لکھوں

(۴)

یہ کیسے ممکن کہ بے قراراں
قرار سامانیاں خریدیں
تڑپ تڑپ کر یہ سوچتا ہوں

میں نعت لکھوں تو کیسے لکھوں

شکستگی ہے یہ حوصلوں کی
قدم قدم جو قلم کو روکے
مگر وہ نسبت کہ ہر نفَس جو
فروغ دیتی ہے حوصلوں کو
وہ ایک نسبت کہ جو ازل سے
غرورِ اہلِ وفا رہی ہے
وہ ایک نِسبت کہ جس کو پاکر
تلاشِ جاہ و حشم نہیں ہے
وہ ایک نِسبت مرا سہارا
مری محبت کا استعارا
وہ ایک نسبت کہ جو مجھے ہے
حضور خیرالبشرؐ سے حاصل
یہی کہ اسؐ کا غلام ہوں میں
بُرا ہوں لیکن اسیؐ کا ہوں میں
وہؐ میرا مولا وہؐ میرا آقا
وہؐ میرا وارث وہؐ میرا داتا
کفیل بھی وہؐ وکیل بھی وہؐ
رؤف بھی وہؐ رحیم بھی وہؐ
یہ منزلیں ہیں اُسی سے روشن
نظام شمس و قمر نے اُسؐ سے

اُجالے مانگے فروغ پایا
دُعائے شب میں اُسیؐ سے لذّت
قرار اُسؐ سے ہے چین اُسؐ سے
وہؐ حاصلِ سوز و ساز میرا
میں بھید اُسؐ کا وہؐ راز میرا
ڈبونا چاہے زمانہ مجھ کو
کرم ہے اُسؐ کا اُبھر رہا ہوں
حریف ساری خدائی لیکن
قدم قدم پہ نکھر رہا ہوں
یہ مرے مولاؐ کی بخششیں ہیں
یہ اُسؐ کے فیض و کرم کی باتیں
میں اُسؐ کا عاشق میں اُسؐ کا بندہ
میں اُسؐ کے لطف و کرم سے زندہ
نہیں یہ میری مجال پھر بھی
کہ اُس کی نعتِ شریف لکھّوں
خدا نے توصیف جس کی، کی ہے
اُسیؐ کی تسبیح پڑھ رہا ہوں
اُسیؐ کے ٹکڑوں پہ پل رہا ہوں
تمام فکر و بیاں کا حاصل
کلام یہ لاکلام کہہ دوں
نبیؐ کا خود کو غلام کہہ دوں

میں نعت لکھّوں تو کیسے لکھّوں

جو نامِ اقدس حضور کا ہے وہی دوا ہے وہی دُعا ہے
میں اُن کی نسبت سے معتبر ہوں کرم یہ میرے حضورؐ کا ہے

ندامتوں کے یہ گرم آنسو شکستہ دل کی یہ سرد آہیں
قبول کریں حضورؐ اس کو حقیر تحفہ فقیر کا ہے

مخالفت کی یہ تُند آندھی دیا نہ میرا بجھا سکے گی
رسولؐ میرا کریم میرا محافظ اس کا بنا ہوا ہے

سخی کے در پر سوال کرنا خلافِ حدِ ادب ہے آقاؐ
تجھےؐ پتہ ہے تجھے خبر ہے جو حال تیرے سعید کا ہے

"درِ حضورؐ پہ حاضری کا ایک تاثر"

میں پچھلے سال اِسی دن بہت اداس سا تھا
بہت ملول تھا
بے چین تھا خموش بھی تھا
کہ میرے ساتھی
مرے ہم نفس، مرے ہمدم
بنام شوقِ مسرت
بہ رنگِ کیفِ طرب
دیارِ دوست کی جانب روانہ ہوتے تھے
میں ان کے چہروں پہ بکھری
محبتوں کی ضیا
کسی رقیب کی صورت
تڑپ تڑپ کے

عقیدت کے ساتھ دیکھتا تھا
تپیدہ دل بہ زبانِ خموش، کہتا تھا
"چلے ہو جانبِ شہرِ وفا
مبارک ہو
رہِ جنوں میں یہ حسنِ قبا
مبارک ہو
تمھیں یہ شوق
یہ فضلِ خدا
مبارک ہو"
حدودِ کوچہ جاناں میں جب قدم رکھنا
قریب روضۂ اقدس کے
جب پہنچ جانا
تو پھر خلوص سے
عجز و نیاز سے کہنا
"حضورؐ! بندۂ عاجز سعید آوارہ"
یہ عرض کرتا تھا
مرے حضورؐ مجھے بھی کبھی بلا لیجیے
حقیر
ذرہ ہوں سورج مجھے بنا دیجیے"
میں پچھلے سال اسی دن بہت اداس سا تھا
ہر ایک سال اسی دن، اداسیوں نے مجھے

حصارِ کشمکشِ شوق میں اسیر رکھا
جو   اب کے سال
ملا مژدۂ حضوری مجھے
تو پھر اُداسیاں میری عجیب رنگ میں تھیں
ندامتوں نے بکھیرا تھا ریزہ ریزہ مجھے
یہ اور بات مری وحشتیں ترنگ میں تھیں

ہزار
وسوسے دل میں ابھر رہے تھے مگر
تسلیاں تھیں کہ اُس کے کرم کے ڈھنگ میں تھیں

امید و بیم کا عالم
رہِ وفا کا سفر
قدم قدم پہ اجالے نظر نظر میں سحر
نفس نفس
مری بے تابیاں عروج پہ تھیں
رواں دواں تھا میں شہرِ حبیبؐ کی جانب
میں پچھلے سال اسی دن بہت اداس سا تھا۔

نظر کے سامنے جب روضۂ حضورؐ آیا
تو پھر اداسیاں میری عروج پر آئیں
نہ کوئی بوسۂ سنگِ درِ حضورؐ لیا
سنہری جالیاں ہاتھوں سے دُور دُور رہیں

نظر نہ گنبدِ خضریٰ سے ہم کنار ہوئی
یہ لب نجس تھے، میرے ہاتھ تھے کثیف بہت
نگاہ اُٹھ نہ سکی شرمِ روسیاہی سے
میں ایک سنگ کی صورت
درِ حضورؐ پہ تھا
تھی میری عقل پشیمانیوں کے صحرا میں
مگر جنونِ محبت بہت غرور پہ تھا
صدا یہ آئی کہ
"اب بھی سعید تم ہو اداس!"
"تمھیں پتہ ہے کہ تم آئے ہو ہمارے پاس"۔
ہمارے شہر میں
خوشیوں کا راج ہے پگلے
پریشاں حال و دریدہ قبا پہ چشمِ کرم
ہماری شان ہمارا مزاج ہے پگلے
"تجھے پتہ ہے کہ ہم رحمتِ دو عالمؐ ہیں۔
ہم اپنیؐ اُمتِ عاصی سے پیار کرتے ہیں"۔
ہزار ننگِ عمل ہیں ہمارے دیوانے
ہمارے عشق میں سرشار و مست ہیں ــــــ لیکن
ہمؐ ان کے دل کی تپش کا خیال کرتے ہیں
یہی سبب ہے کہ ہم سب کی لاج رکھتے ہیں
ہمارے شہر میں حزن و ملال کیا معنی

سخی کے در پہ بھی
عرضِ سوال کیا معنی"
"تری یہ چشمِ گہر ریز اعترافِ گنہہ
یہ اعتمادِ محبت یہ شوقِ بے پایاں
پسند آیا ہے ہم کو
یہ تیرا عجز و نیاز
دیا جو واسطہ تو نے ہمارے وارثؒ کا
متاعِ کیف و جنوں تیرے نام کرتے ہیں
بلند عشق میں تیرا مقام کرتے ہیں
قبول تیرا درود و سلام کرتے ہیں
فراق و وصل کے جھگڑوں سے دور رہنا سعید
پڑے جو وقت کوئی ہم کو یاد کرنا سعید

لاتحزن ان اللہ معنا

ندیم !
یہ شب کے گھور اندھیرے
یہ خامشی
یہ سکوت !
ہزار ـــ دشمنِ جاں اپنی گھات میں ہر سُو
چھپے ہوئے ہیں...... مگر
نشانِ جادہ و منزل نظر سے اوجھل ہے
یہ سب درست ہے لیکن، نظر بلند رہے
حوصلے جواں رہیں
غنیم ـــ لاکھ سہی مستعد نظر بیدار
نہ خوفِ شب نہ ملالِ سپاہ
دل میں رہے

وہ ذات جس کے بھروسے پہ
گھر سے نکلے تھے
وہ ذات اپنی محافظ
وہ ذات اپنی کفیل
اُٹھو کہ — رحمتِ عالمؐ کے ساتھ ہو تم بھی
ڈرو نہیں کہ خدا ساتھ ساتھ ہے اپنے
صدائے شوق میں رمزِ وصال پنہاں ہے
خدا ہے ساتھ سرِ دل پر
خدا کا سایہ ہے
یہ اِک وجودِ مقدّس
جو ساتھ آیا ہے
"ڈرو نہیں
کہ خدا ساتھ ساتھ ہے اپنے"

○

تیرا خیال ہر نفس تیرا جمال ہر نظر
لیکن حکایتِ وصال اب تک رہی ہے تشنہ تر

تیرا وجودِ بے گماں، عقل و جنوں کا امتحاں
عشق کہے خدا تجھے، عقل کہے تجھے بشر

تُو ہے انیسِ بے کساں، مرہمِ زخمِ عاشقاں
تُو ہے طبیبِ دردِ جاں، تو ہی ہمارا چارہ گر

تیری ثنا کا حوصلہ، اور یہ ذہنِ نارسا
تُو ہے کمالِ لفظِ کُن، میں ہوں سراپا بے ہنر

نعت تری کرے رقم، سر بہ سجود ہے قلم
فکر کہاں ہے محترم، حرف کہاں ہیں معتبر

اب تو سعید وارثی ایک ہی دھن ہے روز و شب
جائیں مدینے اس طرح آئیں کبھی نہ لوٹ کر

بہ احتیاطِ محبت بہ چشمِ تر کہنا
صبا حضورؐ سے میرا پیام اگر کہنا

یہ بام و در کی اُداسی یہ ہجر کا موسم
اُنھیںؐ خبر ہے مرے حال کی مگر کہنا

یہ عرض کرنا کہ وحشت کی لاج رکھ لیجے
جنونِ عشق ہے آمادۂ سفر کہنا

نہیں اب اور مجھے تابِ انتظار نہیں
کہ شوقِ دید میں دھندلا گئی نظر کہنا

عطا ہو درد کی دولت رہے خلش دائم
ملے نہ چین مجھے یوں ہی عمر بھر کہنا

نگاہ چاہتی ہے پھر طوافِ روضۂ پاک
ہیں بے قراریاں دل کی عروج پر کہنا

۷ جبینِ شوق میں سجدے تڑپ رہے ہیں بہت
یہ سنگِ روضۂ اقدس کو چوم کر کہنا

مذاق اڑائے نہ دنیا مری محبت کا
ہو چشمِ لطف مرے حالِ زار پر کہنا

اگر وہ پوچھیں مری بے قراریوں کا سبب
ستا رہا ہے مجھے عشقِ معتبر کہنا

نہ بارگوشِ مقدس پہ ہو یہ قصۂ غم
مرے کریمؐ سے ہر بات مختصر کہنا

حضورؐ آپؐ کے در کا غلام ادنیٰ سعید
بجھا بجھا سا ہے طیبہ کو چھوڑ کر کہنا

جو عطا کیا تھا صہیبؓ کو مرے عشق کو وہ کمال دے
کبھی ذکرِ جوشِ جنوں چھڑے تو زمانہ میری مثال دے

ہے مری نوا مرا مسئلہ مرے فکر و فن کو اُجال دے
مجھے آگہی کا سرور دے مجھے کیفِ روحِ بلالؓ دے

مرا غم نہیں غمِ بے سبب نہیں اور کوئی مری طلب
مرا ربط تجھؐ سے رہے سدا کوئی خواب دے کہ خیال دے

مرا حرف حرف عطا تریؐ ، تراؐ تذکرہ مری شاعری
مری شاعری مری بندگی ، مری بندگی کو کمال دے

ترا ذکر ہے ترا نام ہے یہی ہر نفس مرا کام ہے
یہ ترے مزاج کی بات ہے مجھے عیش دے یا ملال دے

یہ ترےؐ فقیر گدائے در تریؐ نسبتوں سے ہیں معتبر
انھیں مستِ کیفِ نگاہ کر انھیں شانِ ترکِ سوال دے

یہ مجال میری کہاں کہ میں ترےؐ قرب کی کروں آرزو
یہ کرم بہت بہ خدا کہ تو مجھے نقشِ پا کا وصال دے

○

جب بھی اُس نورِ مجسم کا سراپا لکھنا
کوئی بھی رُخ ہو اُسے جلوۂ یکتا لکھنا

اُس کی تشبیہہ کی جُرأت ہے خلافِ آداب
چاند کو چاند ستارے کو ستارا لکھنا

اُس کی تمثیل کا ہر وہم و گمان بے ادبی
ہے کہاں ارض و سما میں کوئی اُس سا لکھنا

اس قدر اُن کی محبت پہ یقیں رکھنا سعید
بھول کر بھی نہ کبھی خود کو اکیلا لکھنا

"یہ کون کہے"

اے گیسوؤں والےؐ!
ہجر کی شب
دہکی ہے بہت
چھائی ہے بہت
اے کالی کملی والے پیاؐ
ٹوٹا ہے غضب
کیا دشتِ وفا کیا شہرِ طرب
کیا کوئے عجم
کیا کوئے عرب
تاریک ہیں سب
اِک چشمِ کرم کی بھیک
کہ پھر
اُمیّد کا اِک اِک پھول کِھلے

اِک پرتوِ حسن رُخِ مبیں
انساں کے لئے، دھرتی کو ملے
یہ حرفِ دُوئی
ہے وہم خِرد
ہے ختم یہاں ادراک کی حد
معراج کی شب ہے
اس کی سند
پردہ یہ دوئی کا اب تو اُٹھے
یہ رب کے سجنؐ سے کون کہے
خاموش ہیں لب
خاموش ہیں سب!

صبحِ بہاراں

یہ فضائیں یہ گھٹائیں یہ پھواریں چھن چھن — کیسے انداز سے آیا ہے برستا ساون
وجد میں رقص کناں شاد و غزل خواں ہے چمن — پھول تو پھول ہیں ہر خار پہ آیا جوبن
ہر قدم بادِ بہاری کے مکیّف جھونکے — دم بدم بارشِ انوار ہے آنگن آنگن
کہہ دو موسیٰؑ سے کہ ہے آج یہاں دعوتِ عام — نور کے جلووں سے بھر پائیں تو بھر لیں دامن
صحنِ کعبہ میں اجالوں کی سواری اتری — شہرِ بطحا کا ہر اک ذرہ ہوا ضو افگن
کس کے آنے کی ہے تقریبِ مسرت برپا — کوئی کرتا ہے تلاوت، کوئی گاتا ہے بھجن
آج خوشبو نے سنوارا ہے صبا زادوں کو — آج پھولوں نے سجایا ہے دل و جاں کا چمن
چشمِ نرگس ہوئی وا حسرتِ دیدار لئے — سر خمیدہ ہیں سلامی کے لئے سرو و سمن
آئے جبریلؑ لئے مژدۂ صبحِ تازہ — کھل گئے غنچۂ انوار سرِ شاخِ چمن
آمدِ سیدِ کونینؐ کا لمحہ آیا — چھٹ گیا دودِ چراغاں کی طرح نظمِ کہن
نازشِ کون و مکاں فخرِ رسل آیا ہے — حاملِ وصف متیں مالکِ خلقِ احسن
مہوش و ماہ جبیں، مہرِ وفا مہرِ مبیں — زینتِ صبحِ ازل شامِ ابد کا مخزن

شاہدِ کنزِ خفی نورِ قدم فخرِ جہاں
محرمِ سرِّ ازل جانِ جہاں فخرِ زمن

قابَ قوسین ترے قرب کی اک ادنیٰ مثال
قدِ موزوں پہ تصدق ہیں ترے سرو سمن

مطلعِ مہرِ درخشاں تری پیشانی ہے
تیری زلفوں کی عطا موجۂ خوشبوئے چمن

ماہ و انجم کی دمک ہے رُخِ اقدس پہ فدا
تیرے دنداں پہ تصدق ہے عقیقِ یمن

چشمِ نرگس کا تحیّر تیری آنکھوں کا کرم
نکہتِ لمسِ مقدس پہ نچھاور ہے ختن

کہکشاں نور سے معمور ہے پھر بھی مولاؐ
اور ہی کچھ ہے ترے نقشِ کفِ پا کی پھبن

جو تری گردِ سرِ راہِ رضا تک پہنچا
باخدا پا گیا عرفانِ خدا کا مخزن

آئینہ خانۂ امکان کا جوہر تو ہے
سچ تو یہ ہے کہ تو ہی لطفِ خدا کا معدن

ہے تصوّر ہی ترا راحتِ قلبِ مُضطر
موجبِ مظہرِ کونین ترا اسمِ حَسَن

ہر عمل ہے ترا قرآں کی سراسر تفسیر
جو ترے منہ سے نکل جائے وہ قرآں کا متن

میرے احساس کی دُنیا میں اُجالا تجھ سے
میرے افکار کا عالم ہے تجھی سے روشن

حشر کے دن کا کسی اور کو ہو گا کھٹکا
مطمئن ہوں کہ مرے سر پہ ہے تیرا دامن

خوب رُو، خوب نظر، خوب لقا خوب ادا
غُنچہ لب غُنچہ بدن غُنچہ بکف غُنچہ دہن

تو نوازے تو مقدر کا لکھا کیا شے ہے
تو جو چاہے تو خموشی بھی بنے جانِ سخن

میرا مذہب میری جنت میرا ایمان تو ہے
اک نظر میری طرف سیدِ ذی شانِ زمن

میرے تاریک گھروندے میں اُجالا کر دے
اے مرے نورِ ازل نورِ ابد نورِ زمن

یُوں جو ہو جائے تو اتمامِ کرم ہی ہو جائے
دلِ بے تاب بنے تیری عطا کا مسکن

عالمِ حشر میں اک حشر بپا ہونا ہے
انبیاءُ جھوم کے جب دیں گے مجھے دادِ سخن

عالمِ کیف میں حسانؓ کریں گے ارشاد
ہاں سعید اور ذرا مدحتِ آقائے زمن

خوشا نصیب کہ لب پر ترا ترانہ ہے
کہ میرے زیرِ قدم سطوتِ زمانہ ہے
پسند ہے کہ وہ محبوبؐ کو کریں شافع
وگرنہ عرصۂ محشر تو اِک بہانہ ہے
زہے یہ نسبتِ اطہر یہ اعتبارِ کرم
ہمیں بھی گردشِ دوراں کو آزمانا ہے
سجی ہے خاکِ درِ مصطفےؐ مرے سر پر
مرا مزاج ازل سے سکندرانہ ہے
سعیدؔ سر نہ اُٹھے گا درِ حضورؐ سے اب
مری جبیں کا مقدّر یہ آستانہ ہے

یہ بھی احسان ہو منِ جملہ احساں صاحبؐ
آپؐ کے درد کا ممکن نہ ہو درماں صاحبؐ

کفر ہے "عبد" کو معبود سمجھنا لیکن
ہے یہی "کفر" مرا حاصلِ ایماں صاحبؐ

میری وحشت کو عجب آپؐ نے تیور بخشے
چاک ہو کر بھی سلامت ہے گریباں صاحبؐ

آپؐ نے اپنی کریمی کا دکھایا اعجاز
ہم نہ کہہ پائے ابھی حالِ پریشاں صاحبؐ

آپؐ کو خلوتِ احساس میں کیسے دیکھوں
اک رقیب اور ہے نزدیکِ رگِ جاں صاحبؐ

ہجر کی دھوپ کو دعویٰ ہے تمازت کا بہت
اپنے وحشی پہ ذرا سایۂ داماں صاحبؒ

ملتفت مجھ پہ رہے چشمِ عنایت یوں ہی
مات کھا جائے گی یہ گردشِ دوراں صاحبؒ

آپؒ کے در کی گدائی کا حشم مانگتے ہیں
کتنے گستاخ ہیں یہ بے سروسامان صاحبؒ

نسبتِ حضرتِ وارثؒ پہ ذرا کیجے نظر
ہے سعیدؔ دل خستہ بھی پریشاں صاحبؒ

تمھیںؐ ہو مُدّعائے چشمِ حیراں یا رسول اللہ
سراپا جلوۂ تفسیرِ قرآں یا رسولؐ اللہ

تماشا بن گئی ہیں اب جنوں سامانیاں میری
ہے مجھ پر خندہ زن چاکِ گریباں یا رسولؐ اللہ

کہوں میں کس سے اپنی داستانِ رنجِ محرومی
سناؤں کس کو میں حالِ پریشاں یا رسولؐ اللہ

مرے سرکارؐ میری بے کسی کی لاج رکھ لیجئے
خدارا اِک نگاہِ لطف ساماں یا رسولؐ اللہ

اسیرِ موجِ طوفاں ہوں گرفتارِ مصائب ہوں
بہ فیضِ پنجتنؑ مشکل ہو آساں یا رسولؐ اللہ

فدائے پائے اقدس ہوں گدائے کوئے طیبہ ہوں
اسی نسبت سے ہوں ہر وقت شاداں یا رسولؐ اللہ

○

ضمانتِ سحر خوشنوا حضورؐ کا ذکر
امانتِ نظر دل رُبا حضورؐ کا ذکر
صباحت گُل و لالہ گواہی دیتی ہے
قسم خدا کی ہے راحت فزا حضورؐ کا ذکر
قبائے لالہ و گل یا خرامِ موجِ سحر
نفس نفس ہے سدا خوش ادا حضورؐ کا ذکر
قرارِ قلبِ تپاں انبساطِ غم زدگان
علامتِ خبر دل کُشا حضورؐ کا ذکر
چراغِ خانۂ امکاں ، دلیلِ صُبحِ نشاط
متاعِ محفلِ اہلِ وفا حضورؐ کا ذکر
یہ اور بات مری آنکھ بھیگ جاتی ہے
ہمیشہ وجہِ مسرت رہا حضورؐ کا ذکر

گلیمِ بوذرؓ و سلمانؓ کہ شانِ اہلِ حشم
ازل سے تا بہ ابد ہے عطا حضورؐ کا ذکر

سعیدؔ وجد میں تھی محفل حیات و ممات
زباں سے میری ہوا جب ادا حضورؐ کا ذکر

تم جاں کا سہارا صاحبؒ جی، تم دل کی تمنا صاحبؒ جی
دُو بھر ہے تمھارے بِن جینا بلوا لو طیبہ صاحبؒ جی

پھر دل کی کھیتی تپتی ہے ہر آنکھ تمھیںؒ کو تکتی ہے
پھر لطف و کرم کی بارش کا ہو جائے اشارا صاحبؒ جی

رکھ لیجئے مری الفت کا بھرم لِلّٰہ کرم ، لِلّٰہ کرم
اب آن پھنسی ہے منگتا کی منجدھاریں نیّا صاحبؒ جی

تمؒ رب کے ولی تمؒ رب کے سجن قربان ہے تم پر تن من دھن
سج جائے ہمارا بھی آنگن کر جاؤ جو پھیرا صاحبؒ جی

سینے میں تمھاریؒ یاد تو ہے صد شکر کہ دل آباد تو ہے
ہم خستہ دلوں کا سرمایہ ہے نام تمہاراؒ صاحبؒ جی

تمؒ وارث بزمِ عالم ہو کشکول غلاموں کا بھر دو
مل جائے سعید خستہ کو حسنینؑ کا صدقہ صاحبؒ جی

سیّدی، سیّدی

اے شفیعِ اُمم محترم محتشم
شاہِ والا ہمم روشنئ حرم
تیرے زیرِ قدم عرش و کرسی قلم
اِک نگاہِ کرم بے سہارا ہیں ہم
اب نہیں تابِ غم ہو گئی آنکھ نم

اِک نگاہِ عطا اِک نگاہِ عطا

سیّدی، سیّدی
مُصطفیٰ مُصطفیٰ

یہ زمیں آسماں مسندِ قدسیاں
روشنی کہکشاں رنگ و بو گلستاں
رحمتِ اِنس و جاں زینتِ دو جہاں
راحتِ عاشقاں باعثِ کُن فکاں

زندگی کا نشاں — ہے ترا آستاں
مالکِ دوسرا، اِک نگاہِ عطا

سیّدی، سیّدی
مصطفیٰ، مصطفیٰ

ہے تری ابتدا — سدرۃ المنتہیٰ
اور تری انتہا — صرف جانے خدا
تیرے در کے گدا — دو جہاں سے سوا
تو جسے مل گیا — وہ خدا سے ملا
اِک نظر اب شہا — ہو ادھر بھی ذرا
چاہتے ہیں گدا، اِک نگاہِ عطا

سیّدی سیّدی
مصطفیٰ مصطفیٰ

ختم ہو فاصلہ — در پہ اپنے بلا
ہجر کا حوصلہ — اور کہاں ہیں بھلا
نورِ ربّ العلیٰ — ہے عجب مرحلہ
وقفِ کرب و بلا — ہے مرا قافلہ
ہے کرم برملا — بخش دل کو جلا
دل کو کر آئینہ، اِک نگاہِ عطا

سیّدی سیّدی
مصطفیٰ مصطفیٰ

صُبحِ نوبہار

لائی نسیم خوشگوار مژدۂ موسمِ بہار — لالہ و گل پہ ہے نکھار صحن چمن ہے شعلہ زار
دورِ مئے طہور ہے گردشِ جام نور ہے — ذرّہ مثالِ طور ہے شاخ چمن ہے نور بار
ساعتِ پُر بہار ہے موجۂ گُل عذار ہے — وردِ زبانِ خار ہے حمد و سپاسِ کردگار
ابر برس کے کھُل گیا گرد و غبار دُھل گیا — رنگ میں نور گھُل گیا کلیوں پہ آگیا نکھار
جام چھلک گئے پی بھی نہ تھی بہک گئے — دیدۂ و دل دہک گئے مست ہے بزم مے گسار
بادہ کشوں کی عید ہے جذبِ نظر شدید ہے — ساقی کی آج دید ہے کس کو ہے دل پہ اختیار
جام پہ جام دے گیا لطفِ دوام دے گیا — دعوتِ عام دے گیا کس کی نگاہ کا خمار
صبح ازل پلائی تھی آگ سی اِک لگائی تھی — کِس نے نظر ملائی تھی کون ہوا تھا جلوہ بار
صحرا بہ صحرا کو بہ کو کاوش و سعی و جستجو — چشمِ جنوں ہے باوضو دل کو ہے کس کا انتظار
کیف کی بارگاہ میں محفلِ مہر و ماہ میں — عشق کے اشتباہ میں حسن ہوا ہے جلوہ بار
پہنا ہے رحمتوں نے تاج چمکا ہے عشق کا سراج — "وادیٔ رنگ و بو میں آج آئے رسولِ کردگار"
اصلِ سرودِ سرمدی جانِ عصائے موسوی — صنعتِ دستِ ایزدی لطف و عطا کا آبشار

تجھ[۲] پہ درود اور سلام ایک نہیں ہزار بار　　باصد خلوص و احترام باصد نیاز و اہتمام

سروِ ریاضِ ایزدی بہرِ لقائے حیدری[۴]

سوئے سعید وارثی جنبشِ چشم ایک بار

اے شاہِ مدینہؐ

اے شاہِ مدینہؐ تری حُرمت کے لئے ہم
طوفان سے ٹکرائیں گے موجوں سے لڑیں گے
دیوانے ترےؐ مات نہ کھائیں گے کسی سے
بجلی سے اُلجھ جائیں گے شعلوں سے لڑیں گے
اے شاہِ عرب تجھ پہ دل و جان تصدّق
گر ہاتھ قلم ہو گئے سانسوں سے لڑیں گے

اے صاحبِ لولاکؐ، ترے فیض کے صدقے
دیوانے ترےؐ صاحبِ اعزاز و حشم ہیں
وہ غیر کے در پر تو کبھی جُھک نہیں سکتے
جو سر کہ تریؐ بارگہہِ عشق میں خم ہیں
دھوکہ وہ سمندر سے کبھی کھا نہیں سکتے
آنکھیں جو تریؐ یاد کے اعجاز سے نم ہیں

اے ختمِ رسُلؐ تیرے تبسم کی عنایت
گلشن کی تر و تازگی کونین کی دولت

ہے تیرا کرم تیرے غلاموں کا سہارا
ہے خاکِ کفِ پا ہی تری باعثِ رحمت
ہے تیری نظر ڈوبتی کشتی کو کنارا
اور نام ترا موجبِ تسکین و سعادت

اے حامئ بے چارگاں اے سیّدِ عالم
ہوتی ہیں ترے نام سے مقبول دُعائیں
کِھلتی ہیں تری یاد سے کلیاں مرے دل کی
چلتی ہیں ترے فیض سے گلشن میں ہوائیں
تو چارہ گر و مونس و غمخوار ہے میرا
بیمار کو تیرے نہیں درکار دوائیں

اے قافلہ سالارِ محبت مرے مولاؐ
صحرا کی کڑی دھوپ میں سایہ ہے تری یاد
شاہد ہے مری بات کی خود رُوحِ بلالیؓ
ہے باعثِ آرام ترے عشق میں اُفتاد
جو تیری محبت میں گرفتار ہوئے ہیں
منظور نہیں اُن کو کہ ہو جائیں وہ آزاد

آقا مرے ماں باپ نچھاور ترے در پہ
شاہا! تری تقدیس پہ قربان مری جاں بھی
ناپاک مرے لب ہیں، ترا ذکر مقدس
ناپاک مرا جسم ہے ناپاک زباں بھی

توصیف تری آیۂ قرآنِ گرامی
اور ذکر ترا شاملِ آدابِ اذاں بھی

سرکارؐ مجھے گنبدِ خضریٰ ہی دکھا دیں
اشکوں سے مری آنکھ وضو کرتی ہے ہر دم
سرکارؐ کبھی خواب ہی آباد ہوں میرے
بے چین کیے رکھتی ہے یہ خواہشِ پیہم
سرکارؐ کبھی اپنا مجھے کہہ کے بلائیں
اک چشمِ توجہ ہے مرے زخم کا مرہم

اے خاصۂ خاصانِ رسل تیری تمنّا
آفاق کی وسعت سے سوا عرش سے بالا
میں تجھ سے کہوں کیا مرے مولا کہ توؐ ہی توؐ
ہے اپنے فقیروں کی طلب جاننے والا
رکھتا ہے تو ہی اپنے بھکاری کا بھرم بھی
دیتا ہے تو ہی مانگنے والوں کو سنبھالا

ہر لحیہ ترا فیض مرے دل کا نگہباں
تو وجہِ سکوں، وجہِ کرم، درد کا درماں

"وہ"

وہ عہدِ رفتہ کی عظمت وہ عصرِ نو کی بہار
وہی
ازل سے ابد تک ہے
زندگی کا وقار
وہی نشانِ طرب ہے
وہی دلیلِ نشاط
وہ آدمی کا بھرم ہے
—— وہ کائنات کی جان
وہ ایک شخص
کہ
جس پہ کٹتی گماں گذریں
فرشتے اس کی مقدس جناب میں
ہر دم
درود بھیجتے ہیں

خدا بھی اُس کی تقدس مآب ہستی
پر
سلام بھیجتا ہے
یہ اوج بخت رسا ہے
کہ ساتھ ساتھ خدا کے
سعیدؔ بے مایہ
نبیؐ پہ اپنے درود و سلام
بھیجتا ہے
تپیدہ دل کا تپیدہ پیام بھیجتا ہے۔

سلام آپؐ پر

یا رسولِ خدا شافعِ عاصیاں ہوں ہزاروں درود اور سلام آپؐ پر
کعبۂ قدسیاں قبلۂ انس و جاں ہوں ہزاروں درود اور سلام آپؐ پر

بے کسوں بے نواؤں کے درد و الم، ہم غریبوں پہ یہ شدتِ شامِ غم
آپؐ پر منکشف آپؐ پہ ہے عیاں ہوں ہزاروں درود اور سلام آپؐ پر

غم نہیں ہے زمانہ مخالف رہے اور تعاقب میں موجِ حوادث رہے
چاہتا ہوں فقط آپؐ ہوں مہرباں ہوں ہزاروں درود اور سلام آپؐ پر

آپؐ کا ذکرِ اقدس کروں کیا بیاں لب ہیں خاموش اور چپ ہے میری زباں
آپؐ کی ذات ممدوحِ ربِّ جہاں ہوں ہزاروں درود اور سلام آپؐ پر

گرمیٔ حشر کا خوف اس کو نہیں کتنا خوش بخت ہے یہ سعیدِ حزیں
آپؐ کی یاد کا سر پہ ہے سائباں ہوں ہزاروں درود اور سلام آپؐ پر

نبیؐ کا عشق مقامِ عجیب ہے پیارے
ہے انتہا کہ خدا بھی رقیب ہے پیارے

خیالِ شہرِ مدینہ ہی بے قرار کرے
یہی خیال دلوں کا طبیب ہے پیارے

ملا ہے اذنِ حضوری سیاہ کاروں کو
بلندیوں پہ ہمارا نصیب ہے پیارے

مقیم گنبدِ خضریٰ کا ہے یہ خاص کرم
کہ ہر مقام ہمارے قریب ہے پیارے

سعیدؔ ذکرِ رسولِ کریم کرتے رہو
یہ ظلمتوں میں سحر کا نقیب ہے پیارے

خیر الوریٰ خیر البشرؐ

ہم پر بھی رحمت کی نظر
خیرُالوریٰ خیرُالبشرؐ

اے وارثِ کون و مکاں
اے سرگروہِ قدسیاں
اے شمعِ بزمِ عاشقاں
اے روشنیٔ قلب و جاں
اے رونقِ شام و سحر
خیرُالوریٰ خیرُالبشرؐ

توؐ ہے طبیبِ دردِ جاں
توؐ ہے علاجِ خستگاں
توؐ ہے امیدِ بے کساں
توؐ چارۂ بے چارگاں
تو مرہمِ زخمِ جگر
خیرُالوریٰ خیرُالبشرؐ

وجہِ سکونِ دل بھی توؐ
مقصد بھی توؐ حاصل بھی توؐ
کشتی بھی توؐ ساحل بھی توؐ

جادہ بھی توؐ منزل بھی توؐ   ہم راہ رَو توؐ راہبر
خیر الورٰیؐ خیر البشرؐ

یہ جرم کا احساس ہے
ہر سُو ہجومِ یاس ہے
اور کیا ہمارے پاس ہے
تیرے کرم کی آس ہے   تیرا کرم ہے مُعتبر
خیر الورٰیؐ خیر البشرؐ

یہ عاشقوں کے قافلے
یہ کیف و کم کے سلسلے
گُم ہو گئے سب حوصلے
مِلنا ہے جس کو آ ملے   منزل ہے کیا کیسا سفر
خیر الورٰیؐ خیر البشرؐ

ممدوحِ ربِّ دو جہاں
مدحت تریؐ ممکن کہاں
جب تک نہ تو ہو مہرباں
کیا ساتھ دیں لفظ و بیاں   مَیں ہوں سعیدِ بے ہُنر
خیر الورٰیؐ خیر البشر

○

حسرتِ دید میں بن جائیں نہ پتھر آنکھیں
منتظر آپؐ کی رہتی ہیں ، برابر آنکھیں

آبھی جاؤ کہ ابھی تک یہ دیئے روشن ہیں
ورنہ دیکھوں گا تمھیںؐ کیسے گنوا کر آنکھیں

بارشِ لطف کہ اب آنکھ میں آنسو بھی نہیں
رفتہ رفتہ کہیں ہو جائیں نہ بنجر آنکھیں

دیکھتا ہوں کہ ہے تا حدِ نظر دُھند ہی دُھند
سوچتا ہوں کبھی رکھتا تھا منوّر آنکھیں

پھر مری کم نگہی وجہِ غمِ جاں کیوں ہو
دیکھ لیں کاش ترے نور کا پیکر آنکھیں

یوں مرا شہرِ بصارت رہے آباد سدا
بند ہو جائیں اگر آپؐ کو پا کر آنکھیں

عالمِ خواب ہو یا عالمِ بیداری ہو
دیکھ لیتی ہیں ترے شہر کا منظر آنکھیں

ناز تم کو اگر ہے زر و مال پر ہم بھی بے بس نہیں بے سہارا نہیں
زورِ بادِ مخالف سے گھبرائیں وہ جن کو اُنؐ کے کرم پر بھروسہ نہیں

خاکِ کوئے مدینہ جبینوں پہ ہے نام آقاؐ کا دل کے نگینوں پہ ہے
ہم محبت کے ماروں کا یہ بانکپن شہریاروں کو شاید گوارا نہیں

سازشوں کی یہ یورش ٹھہر جائے گی ناؤ اپنی کنارے اُتر جائے گی
عشقِ شاہِ اُممؐ ہم کو تیری قسم اب یہ طوفاں نہیں یا سفینہ نہیں

تم اگر ہم سے الجھو گے پچھتاؤ گے لوٹ کر ایک دن پھر یہیں آؤ گے
سوچ لو اُنؐ کے دیوانے کو چھیڑنا کج کلاہوں کو بھی راس آیا نہیں

دل کسی کا بھی ہم تو دکھاتے نہیں ہاں مگر ناز بے جا اٹھاتے نہیں
زعمِ جاہ و حشم زورِ اہلِ ستم اپنی نظروں میں کوئی بھی جچتا نہیں

کیا ہوا چاک اگر بادباں ہو گئے اور حالات نامہرباں ہو گئے
تیری چشمِ کرم جب ہو سایہ فگن دور کشتی سے اپنی کنارا نہیں

اے گلرخ و گل پیرہن　　اے زینتِ صحن چمن
اے مصدر خلقِ حسن　　اے قسمتِ ایمانِ من
تجھ پر فدا یہ جان و تن
"نگاہے نظر بر من فگن"

اے رونقِ عرشِ علیٰ　　اے راز دارِ کبریا
ویران ہے آنگن مرا　　چشمِ کرم بہرِ خدا
یک شب بیا مہمانِ من
"نگاہے نظر بر من فگن"

تو صاحبِ لولاک ہے　　تو سطوتِ افلاک ہے
میرا گریباں چاک ہے　　سر پر ردائے خاک ہے
چشمِ کرم رب کے سجن
"نگاہے نظر بر من فگن"

اے قوتِ ادراکِ ما ‏ ‏ ‏ اے شافعِ روزِ جزا
اے صاحبِ جود و سخا ‏ ‏ ‏ اے مالکِ ارض و سما
اے مرہم و تریاقِ من
"گاہے نظر بر من فگن"

تو صاحبِ معراج ہے ‏ ‏ ‏ رحمت کا سر پہ تاج ہے
وہ وقت مجھ پر آج ہے ‏ ‏ ‏ داؤ پر میری لاج ہے
رکھ لاج میری ذوالمننؐ
"گاہے نظر بر من فگن"

○

طوافِ گنبدِ خضریٰ کا پھر ارادہ ہے
مگر میں بے سر و ساماں سفر زیادہ ہے

یہ موج موج اُجالے یہ گام گام سحر
تمھارے جلوۂ رعنا سے استفادہ ہے

وقارِ آلِ مقدس پہ لاکھ لاکھ سلام
سراپا نور کا پیکر یہ خانوادہ ہے

زہے یہ مست خرامئ صاحبانِ طلب
خیالِ دوریٔ منزل نہ خوفِ جادہ ہے

ترے خیال سے سرشار ہیں ترے وحشی
انھیں سبو کی ضرورت نہ شوق بادہ ہے

خوشا اے شاہ سوارانِ منزلِ طیبہ
سعیدؔ بے سر و ساماں بھی پاپیادہ ہے

سراپا جلوۂ یزداں تمھارا جلوہ ہے
جمالِ محفلِ امکاں تمھارا جلوہ ہے
نمودِ چہرہ گل سے وجودِ صحرا تک
قدم قدم پہ نمایاں تمھارا جلوہ ہے
دلیلِ عشرت و آسانی حیات و ممات
سکونِ قلبِ پریشاں۔ تمھارا جلوہ ہے
نشانِ صنعتِ صناع بے بدل کہیے
جہاں جہاں بھی فروزاں تمھارا جلوہ ہے
یہ چاندنی کی صباحت تمھاری بخشش ہے
ضیائے مہرِ درخشاں تمھارا جلوہ ہے
دلیلِ دشت نوردئ صاحبانِ وفا
تلاشِ دوست کا عنواں تمھارا جلوہ ہے

سلام

سلام اے سیّدِ کُل اے سراپا نورِ یزدانی
سلام اے زینتِ صحنِ حرم اے شمعِ ایمانی
سلام اے مُدّعائے عاشقاں اے جانِ محبُوباں
سلام اے لذّتِ آہِ سحر اے حُسنِ صمدانی
علاجِ زخمِ مہجوراں طبیبِ دردِ مجبُوراں
سلام اے جانِ مشتاقاں مسیحِ دردِ پنہانی
دعائے قلبِ بے تاباں جلیسِ محفلِ امکاں
انیسِ خلوتِ یزداں سراپا شانِ ربّانی
سلام اے آرزوئے ما سلام اے آبروئے ما
سلام اے جستجوئے ما سلام اے ماہِ کنعانی
سلام اے مجمعِ خوبی سلام اے جانِ محبوبی
سلام اے شانِ ربّی، شاہکارِ دستِ یزدانی
"ندارم ذوقِ رندی نے خیالِ پاک دامانی
مرا دیوانۂ خود کُن بہر رنگے کہ سامانی"

چاند چھپ جائے گا رات ڈھل جائے گی ظلمتوں کی یہ ساعت گذر جائے گی
جب بھی روئے مبارک سے کملی ہٹی ہر طرف اک تجلی بکھر جائے گی

ہے یقیں در پہ اپنے بلائیں گے وہ میرے جرم و خطا کو نبھائیں گے وہ
گردشِ وقت! جس وقت آئیں گے وہ میری تقدیر بگڑی سنور جائے گی

یہ درِ شاہِ خیرالوریٰ ہے یہاں مانگنے کی کسی کو ضرورت کہاں!
طالبانِ کرم کا بھلا کیا بیاں بے نواؤں کی جھولی بھی بھر جائے گی

کوئے طیبہ کہاں اور کہاں یہ جبیں یہ زمینِ مقدس ہے عرشِ بریں
سر مرا بادِ عصیاں سے اُٹھتا نہیں سبز گنبد پہ کیسے نظر جائے گی

ہوں گرفتارِ سیلِ حوادث تو کیا اُن ﷺ کی چشمِ کرم کا مجھے آسرا
جب سعید ان ﷺ کا ہونٹوں پہ نام آگیا پار طوفاں سے کشتی اتر جائے گی

"تو ؑ"

توؑ کیف ہے
سرور ہے
توؑ میرے دل کا چین ہے
توؑ وجہ کن فکاں
بھی ہے
توؑ نازِ قبلتین ہے
علیؑ و فاطمہؑ ہے توؑ
حسنؑ ہے
اور حسینؑ ہے
عرب ضرور ہے
مگر
بہ قدرِ حرفِ "عین" ہے۔

وہ ایک نامؐ کہ تسکینِ جان و تن ٹھہرا
اسیؐ کے فیض سے گلشن میں عطر بیزی ہے
کبھی گلاب کبھی سرو و یاسمن ٹھہرا
ہوا کے دوش پہ یوسفؑ کا پیرہن ٹھہرا

وہ ایک نامؐ کہ تسکینِ جان و تن ٹھہرا

وہ ایک نامؐ کہ جس سے سکون ملتا ہے
غموں کی دھوپ میں سایہ گھنے شجر کا ہے
شفیق و مونس و غم خوار ہر بشر کا ہے
وہی دعائے مسیحاؑ وہی دوائے الم
اسیؐ کے ذکر سے بزمِ حیات زندہ ہے

وہ ایک نامؐ کہ تسکینِ جان و تن ٹھہرا

ہے ایک نور اسے کس طرح جدا کہئے
یہ انتہا ہے سوا اس کے اور کیا کہئے
نظر جو آئے اُسے نورِ مصطفےٰ ﷺ کہئے
نظر جو نہ آسکے ذات کبریا کہئے

وہ ایک نام ﷺ کہ تسکینِ جان و دل ٹھہرا
اُس ایک نام ﷺ سے دل کو سکون ملتا ہے

میرا سائیں جلّ شانہٗ

اس کی باتیں قصّہ سائیں
درد کا بہتا دریا سائیں
راہ میں حائل اتنی دُوری
قُرب کا پھر بھی دعویٰ سائیں
ویسے وہ انجان نہیں ہے
سب پر اس کی کرپا سائیں
کیسا پیڑ کہاں کا سایہ
دُھوپ ہے رستہ رستہ سائیں
کس کو سُنائیں بپتا سائیں
منھجو جیون صحرا سائیں
منھجو جیون صحرا سائیں

گُلشن گُلشن صحرا صحرا
ڈھونڈا اس کو لاکھ صبا نے
لیکن پھر بھی ہاتھ نہ آیا
کس کو پتہ ہیں اس کے ٹھکانے

اپنا آپ بھی بھول گیا ہے
جو بھی نکلا اس کو پانے
اپنے سوئے بھاگ جگانے
ہم بھی گئے تھے اس کو منانے

مسجد مندر گرجا سائیں
لیکن خود کو کھویا سائیں
منجھو جیون صحرا سائیں

روئے پپیہا یاد میں اس کی
قمری اس کے ہجر میں نالاں
اس کے نور کا سب ہیں پرتو
بستی دریا کوہ و بیاباں
غنچۂ و گل میں اس کی نکہت
رنگ ہے اس کا حسنِ گلستاں
اس کے جلوے تاباں تاباں

لیکن کس نے دیکھا سائیں
کون کہے ہے کیسا سائیں
منجھو جیون صحرا سائیں

اس کے سارے کام نرالے
خود ہی مارے خود ہی جلائے
جس کو چاہے دوری بخشے
جس کو چاہے پاس بلائے

درد کی دولت، ہم کو دے کر
پلک پلک پر دیپ سجائے
ناز ادا انداز تو دیکھو
جب بھی رُوٹھے خود من جائے

پوچھے حال ہمارا سائیں
ساجن کتنا بھولا سائیں
منجھو جیون صحرا سائیں

شاھد بھی مشہُود بھی وہ ہے
غائب بھی موجود بھی وہ ہے
دینِ خلیلیؑ دین ہے اس کا
ضربِ سرِ نمرُود بھی وہ ہے
اسریٰ کے اسرار بتائیں ؟
حامد بھی محمُود بھی وہ ہے
اس کو مقصد کیا بتلائیں
اپنا تو مقصود بھی وہ ہے

سب میں اس کا جلوہ سائیں
جلوے کا کیا کہنا سائیں
منجھو جیون صحرا سائیں

فاہم بھی مفہوم بھی وہ ہے
ظالم بھی مظلُوم بھی وہ ہے

ریزہ ریزہ جسم ہے اپنا
پھر بھی اِس میں جان پڑی ہے
شبلیؒ سے منصورؒ سے پوچھو
منزل یہ دشوار بڑی ہے
اس کا ملنا کتنا مشکل
راہ کٹھن ہے دُھوپ کڑی ہے
نیند بھی کھوئی چین بھی کھویا
جب سے اس سے آنکھ لڑی ہے

اس سے آنکھ لڑی کیا سائیں
تن من دھن سب وارا سائیں
منجھو جیون صحرا سائیں

بندہ کون ہے مولا کیا ہے
مجنوں کون ہے لیلیٰ کیا ہے
شیریں و فرہاد حقیقت
کوہکنی و تیشہ کیا ہے
سسّی پنّوں بھیس ہے کس کا
پی ہے کون پپیہا کیا ہے
وارث جانے جان کے روئے
ہیر ہے کیا اور رانجھا کیا ہے

قاسم بھی مقسوم بھی وہ ہے
راقم بھی مرقوم بھی وہ ہے
ناظم بھی منظوم بھی وہ ہے
حاکم بھی محکوم بھی وہ ہے
عالم بھی معلوم بھی وہ ہے
لازم بھی ملزوم بھی وہ ہے
لیکن کفر ہے کہنا سائیں
راز ہے جزو و کل کا سائیں
منجھو جیون صحرا سائیں

اڑتا بادل جل تھل جل تھل
اس کو ڈھونڈے جنگل جنگل
کوئل چہکے آس میں اس کی
بلبل اس کے غم میں بے کل
نرگس اس کی راہ تکے ہے
اس کی یاد میں پھیلے کاجل
اس کی دید کا سودا جس کو
لوگ پکاریں اس کو پاگل
پاگل لیکن سچا سائیں
دیکھے اس کا جلوہ سائیں
منجھو جیون صحرا سائیں

راز ہی اس کو رکھنا سائیں
مُنہ سے کچھ نہ کہنا سائیں
منہجو جیون صحرا سائیں

چھاپ تلک سب بھول گئے ہم
جب سے دیکھا اس کی چھب کو
اس کی آشا سُکھ کی چھایا
اس کی بربار رحمت سب کو
پریم کی آگ جلا کر من میں
لوگ منائیں اپنے رب کو
سارے گرُو اور پیر پیمبر
کوئی نہ جانا اس کے ڈھب کو

اس نے ستایا کیا کیا سائیں
کس سے کہئے دُکھڑا سائیں
منہجو جیون صحرا سائیں

ورثہ

میں جناب رسالت مآبؐ کے حضور نعتیہ
شاعری کے سہارے اظہارِ عقیدت اس کمال
احتیاط سے کیا گیا ہے کہ کسی بھی جگہ حضورِ اقدسؐ
کا اسمِ ذات "محمدؐ" نہیں استعمال کیا گیا۔
یہ خاص سنّتِ خداوندی ہے کہ تمام قرآن پاک
میں کہیں بھی آنحضورؐ کو آپؐ کے اسمِ ذات
سے مخاطب نہیں کیا گیا ہے۔

(ڈاکٹر اعجاز راہی)